عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲ تا ۸ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ رجولائی ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۲۵

رحمتوں اور برکتوں کی بہار

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

مستحکم خاندان کی تعمیر کیسے ہو؟

روزے کے ضروری مسائل

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

روزے کس عمر سے فرض ہوتے ہیں؟

س:...... رمضان المبارک کے روزے رکھنا کتنی عمر سے فرض ہو جاتے ہیں؟ کیا چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھوانا چاہئے یا نہیں؟

ج:...... رمضان المبارک کے روزے بھی شریعت کے دیگر فرائض کی طرح ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر فرض ہیں۔ بلوغ کی کم از کم مدت لڑکے کے لئے بارہ سال اور لڑکی کے لئے نو سال ہے۔ اس عمر تک پہنچنے پر اگر علامات بلوغت ظاہر ہو جائیں تو یہ بچہ یا بچی عاقل و بالغ کہلائیں گے۔ اگر پندرہ سال کی عمر ہونے تک کوئی علامت بلوغت ظاہر نہ ہو تو بھی جیسے ہی اسلامی تاریخ کے حساب سے ان کی عمر پندرہ سال مکمل ہوگی، شریعت کی نظر میں یہ بالغ سمجھے جائیں گے اور شریعت کے تمام احکام ان پر لاگو ہو جائیں گے۔ اس لئے اسلامی تاریخ کے لحاظ سے بچوں کی تاریخ پیدائش کا حساب بھی رکھنا چاہئے۔ سات سال کی عمر کے بچوں کو یا اس سے کم عمر کے بچوں کو اگر تحمل ہو تو کبھی کبھی روزہ رکھوا دینا چاہئے اور دس سال کی عمر کے بچوں کو روزہ پابندی سے رکھوانا چاہئے تاکہ ان کو روزہ رکھنے کی عادت ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بلا عذر روزہ چھوڑنا

س:...... رمضان کا روزہ بلا عذر چھوڑ دینا کس قدر گناہ ہے؟ آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ بلا عذر روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور دن میں سب کے سامنے کھاتے پیتے ہیں اور بعض لوگ معمولی عذر کی وجہ سے مثلاً امتحان کی تیاری یا زیادہ گرمی یا سحری میں آنکھ نہ کھلنا یا معمولی بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں، کیا ان صورتوں میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟

ج:...... رمضان المبارک کا روزہ بلا عذر چھوڑ دینا سخت گناہ ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور بڑی ہی خیر سے محرومی ہے۔ حدیث میں آتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔ (یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا، مگر رمضان المبارک کی برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں)۔ (مشکوٰۃ)

سوال میں مذکور کوئی بھی عذر ایسے نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہو، اگر سحری میں آنکھ نہ کھلی ہو تو بغیر سحری کے روزہ رکھ لے۔ رمضان المبارک میں دن کے وقت کھانے پینے والوں پر حکومت کی طرف سے سزا جاری کرنی چاہئے۔

روزہ کی نیت کب کریں؟

س:...... رمضان المبارک میں روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟ سحری کے وقت یا رات میں ہی کرلے؟

ج:...... رمضان المبارک کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کر لینی چاہئے، اگر کسی عذر کی وجہ سے رات سے ہی یا سحری میں روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا، مگر صبح ہو جانے کے بعد روزہ رکھنے کا ارادہ ہو گیا اور سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ نصف النہار شرعی سے پہلے (دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے) تک روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳　۲ تا ۸ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ رجولائی ۲۰۱۴ء　شمارہ: ۲۵

اس شمارے میں!

گلشن مدنی" کا ایک اور پھول مرجھا گیا!	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک کے فضائل و برکات	۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
روزے کے ضروری مسائل	۸	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی
رمضان المبارک اور زکوٰۃ کی ادائیگی (۲)	۱۱	مفتی محمد راشد ڈسکوی
رحمتوں اور برکتوں کی بہار	۱۵	مولانا محمد شعیب
ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں (۱۴)	۱۸	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مستحکم خاندان کی تعمیر کیسے ہو؟	۲۱	مفتی عظمت اللہ سعدی
فرعون وقت اور نوجوان!	۲۵	محمد آصف دہلی

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد راشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

گلشنِ مدنیؒ کا ایک اور پھول مرجھا گیا!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

درالعلوم دیو بند کے قدیم فاضل وسابق مدرس، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین مدنی نوراللہ مرقدہ کے تلمیذ خاص، شاگرد رشید اور سفر وحضر کے ساتھی، ماہنامہ بینات کراچی کے ابتدائی دور کے معاون مدیر، شیخ المشائخ حضرت مولانا سیّد محمد اصلح الحسینیؒ ۷رشعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۶رجون ۲۰۱۴ء بروز جمعہ اس دنیائے فانی میں ایک صدی رہنے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے راہی عالم عقبیٰ ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للّٰہ ما اخذ وله ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمٰی۔

حضرت مولانا سیّد محمد اصلح الحسینیؒ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گونا گوں صفات سے متصف فرمایا تھا، آپ جید عالم، بہترین ادیب، ماہر انساب، کہنہ مشق سیاستدان، عارف باللہ اور سب سے بڑھ کر حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے سلسلہ کو آگے بڑھانے والے اور آپ کے انداز واطوار پر مضبوطی سے عمل پیرا اور آپ کی روایات کے امین ومحافظ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے فرزندانِ ارجمند فدائے ملت حضرت مولانا سیّد محمد اسعد مدنیؒ اور ان کے بعد حضرت مولانا سیّد محمد ارشد مدنی حفظہ اللہ جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو حضرت مولانا سیّد محمد اصلح الحسینیؒ کی زیارت وملاقات کے لئے ان کے ہاں ضرور تشریف لے جاتے، بلکہ ایسا بھی ہوا کہ کراچی آمد کی غرض ہی صرف چند اشخاص کی زیارت وملاقات ہوتی تھی۔ جن میں سے حضرت مولانا قاری شریف احمد اور حضرت مولانا سیّد محمد اصلح الحسینی نوراللہ مرقدہما بزرگوں کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ راقم الحروف کو بھی ان بزرگوں کی معیت میں ایک دو بار حضرت کے گھر جانا اور آپ کی زیارت کرنا یاد ہے۔ حضرت مرحوم کا وجود باسعود اہل پاکستان اور خصوصاً اہل کراچی کے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام تھا۔ یہی شخصیات ہوتی ہیں جن کی دعاؤں کی برکت اور دعائے سحر گاہی سے بلائیں دور ہوتی ہیں، ان کی وجود کی برکت سے اہل زمین بہت ساری افتادوں اور آزمائشوں سے بچے رہتے ہیں۔

حضرت مولانا ۲۶رمحرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۵ردسمبر ۱۹۱۳ء پنج شنبہ کو سادات زیدیہ کی بستی گلاؤٹھی ضلع بلند شہر میں حضرت مولانا سیّد محمد صالحؒ کے ہاں پیدا ہوئے، ننھیال نے ''محمد اصلح'' اور منجھلے دادا سیّد احمد حسنؒ نے ''آل حسن'' نام رکھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم سے موقوف علیہ تک اپنے آبائی مدرسہ ''منبع العلوم'' گلاؤٹھی (جس کی بنیاد دارالعلوم دیو بند سے دو سال قبل رکھی گئی تھی) میں پڑھا۔ قرآن مجید حضرت حافظ بہادر خان پرتاب گڑھیؒ جیسے مشہور استاد سے پڑھا اور درجہ کتب میں حضرت مولانا شبیر احمد خانؒ جیسے حضرات آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

قریباً ۱۹۲۷ء تک آپ نے ''منبع العلوم'' میں پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں تقریباً تین سال رہ کر بعض فنون اور عصری علوم حاصل

کئے۔۱۹۳۰ء کا بھی کچھ حصہ وہیں گزارا،اس کے بعد آپ دارالعلوم دیو بند آ گئے اور قریباً ۱۹۳۳ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی،مگر فراغت کے بعد بھی کچھ عرصہ دیو بند اور دہلی میں گزارا اور قریباً ۱۹۳۵ء تک وہیں رہے۔۱۹۳۵ء میں فتح پوری سے ''مولوی فاضل'' بھی کیا۔دارالعلوم دیو بند میں آپ کے اساتذہ گرامی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ (م:۱۳/۵/۱۳۷۷ھ تا ۱۷/۹/۱۹۵۷ء)،حضرت مولانا سیّد اصغر حسین المعروف میاں جی قدس سرہ (م:۲۲/۱/۱۳۶۴ھ)، حضرت مولانا ابراہیم بلیاوی قدس سرہ (م:۲۴/۹/۱۳۸۷ھ)، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی قدس سرہ (م:۳/۹/۱۳۹۱ھ)،حضرت مولانا اعزاز علی امروہوی قدس سرہ (م:۱۳۴۴ھ)،حضرت مولانا مفتی ریاض الدین بجنوری قدس سرہ (م:۲۲/۱۲/۱۳۶۲ھ) شامل ہیں۔

قریباً ۱۹۳۶ء میں آپ دہلی سے بھوپال تشریف لے گئے،وہاں ان دنوں نواب حمید اللہ خان کا دور تھا اور قاضی محمد حسین مراد آبادیؒ قاضی القضاء اور نواب کے اتالیق تھے۔قاضی محمد حسن مراد آبادیؒ نے ''شیٔنی قصاص'' کے سلسلہ میں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے اور آپ سے رجوع کیا اور اس کے بعد آپ کا انتخاب ''علماء کونسل بھوپال'' کے رکن کے طور پر کرلیا گیا۔

علماء کونسل بھوپال میں بڑے کہنہ مشق اور پختہ کار علماء رکنیت رکھتے تھے،کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد بوجوہ آپ وہاں سے بہاول پور چلے گئے۔ انہی دنوں آپ نے منشی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان بھی دیا۔۱۹۳۷ء کے آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ دہلی آئے اور حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی ترغیب سے دہلی میں قیام کا فیصلہ کیا۔آپ ایک اچھے مضمون نویس اور اداریہ نگار کے طور پر شہرت رکھتے تھے اور اس سے پہلے ''مجلس قاسم المعارف'' دیو بند''استقلال'' دیو بند اور ''گل فروش'' میں کام کر چکے تھے اور اب یہاں آپ نے حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہارویؒ اور حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کے ساتھ ہفت روزہ ''الجمعیۃ'' میں بطور ایڈیٹر اور ''موتمر المصنفین ''اور ''ندوۃ المصنفین ''میں بطور مولف اور مترجم کام کیا۔دسمبر ۱۹۳۸ء کے آخر تک آپ نے وہیں قیام کیا یہاں تک کہ ''الجمعیۃ'' کی ضمانت ضبط ہوگئی اور اخبار بند ہوگیا۔

دسمبر ۱۹۳۸ء میں الجمعیۃ دہلی کی ضمانت ضبط ہونے کے بعد حضرت مولانا ابوالمحاسن سجادؒ نائب امیر شریعت بہار، نے آپ کو ہفت روزہ ''الہلال'' باقی پور پٹنہ کی ادارت کے لئے پٹنہ آنے کی دعوت دی۔آپ پٹنہ چلے گئے اور تقریباً ۱۹۴۰ء تک آپ پٹنہ میں رہے''الہلال'' جب قریباً ۱۹۴۰ء میں بند ہوگیا تو آپ وہاں سے لاہور چلے گئے''زمزم'' لاہور اور اس کے بعد ''مدینہ'' بجنور میں بھی کچھ عرصہ کام کیا یہ قریباً ۴۰۔۱۹۴۱ء کا زمانہ تھا۔

قریباً ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۸ء تک آپ دارالعلوم دیو بند میں بطور ''فارسی مدرس'' تدریس کرتے رہے۔فروری ۱۹۴۸ء میں آپ کو مجبوراً پاکستان آنا پڑا، چند ماہ ٹھہرنے کے بعد آپ واپس چلے گئے،مگر جولائی ۱۹۴۸ء میں پھر پاکستان آنا پڑا اور ۱۵/جولائی ۱۹۴۸ء میں پرمٹ لگ جانے کی وجہ سے آپ کی واپسی نہ ہوسکی،یہاں قیام کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ عربی لینگویج کی کلاسز کو تعلیم دیتے رہے۔کچھ عرصہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے ''ادارہ شرقیہ'' میں بھی کام کیا ۶۴۔۱۹۶۵ء کے عرصہ میں ماہنامہ بینات کراچی سے ۷۹۔۱۹۸۰ء کے عرصہ میں ''دارالتصنیف'' تبلیغی کالج سے بھی منسلک رہے۔۱۹۴۹ء میں ریڈیو پاکستان میں ملازمت ہوگئی۔آپ کی اس ۳۲ سالہ ملازمت کے دوران آپ اسلامی موضوعات پر لیکچرز بھی دیتے تھے اور عربی،فارسی،براڈ کاسٹنگ کے اپنے فرائض منصبی بھی ادا کرتے رہے۔

پاکستان میں رہتے ہوئے آپ نے علمی وسیاسی حوالوں سے زیادہ روحانی حوالوں کی طرف توجہ فرمائی۔پاکستان آنے کے بعد اگرچہ آپ نے علمی و

(باقی صفحہ 27 پر)

رمضان المبارک کے فضائل وبرکات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

روزہ ہر دور اور ہر امت میں فرض ہوا ہے۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر ایام بیض (۱۳،۱۴،۱۵) کے روزے ہر ماہ فرض تھے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام پر عاشورا محرم (دسویں محرم) کا روزہ فرض تھا۔ (البدایہ والنہایہ، ج:۱، ص:۱۷۶)

حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے، ایک دن افطار فرماتے تھے۔ (الصحیح البخاری، ج:۱، ص:۲۶۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر چالیس دن کے روزے فرض تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے آج بھی سال میں دو ماہ روزے رکھتے ہیں۔ گویا روزے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں پر کسی نہ کسی درجہ میں فرض رہے ہیں۔

امت مسلمہ کی خصوصیات:

پہلی امتوں کو بھی تورات، زبور، انجیل اور صحیفے ملے ہیں لیکن امت مسلمہ کو اللہ پاک نے قرآن پاک جیسی دولت سے نوازا جو رمضان المبارک میں عطا ہوئی۔

پہلی امتوں کو روزے ملے جبکہ امت مسلمہ کو رمضان المبارک ملا، پہلے امتوں کو آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ملے لیکن امت مسلمہ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانبیاء والرسل ملے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی، جس میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک سے ایک روز پہلے خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں رمضان المبارک کے فضائل، برکات، خصوصیات فرمائی گئی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آغاز ہوتا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بستر سے جدا ہوجایا کرتے اور ساری ساری رات نوافل اور عبادات میں گزارتے۔

رمضان المبارک ماہ عظیم:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کو شہر عظیم قرار دیا۔ رمضان المبارک رحمت و برکت کا مہینہ ہے، جس میں اللہ پاک کی رحمتیں اور برکتیں بروقت امت مسلمہ پر سایہ فگن رہتی ہیں۔ صبر کا مہینہ، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کو ”شہر الصبر“ صبر کا مہینہ قرار دیا اور فرمایا کہ ”ثوابہ الجنۃ“ اللہ پاک صبر کے بدلے جنت عطا فرماتے ہیں۔

صبر کھانے سے صبر، پینے سے صبر اور جائز خواہشات کی تکمیل سے صبر اور اس کا بدلہ جنت نیز رمضان المبارک میں نفلی عبادات کا ثواب فرائض عبادات کے برابر ہوجاتا ہے اور فرائض کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔

رمضان المبارک اور قرآن مجید کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ قرآن پاک رمضان شریف میں نازل ہوا اور سب سے زیادہ تلاوت بھی رمضان المبارک میں کی جاتی ہے۔

رمضان المبارک کی ایک عبادت تراویح ہے، جو مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق بیس ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعتاً والوتر۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ، ص:۳۹۴، ج:۲)

گویا: ”رمضان المبارک کی دو سنتیں ہیں، تراویح پڑھنا اور تراویح میں مکمل قرآن پاک سننا۔“

فرمایا: رمضان المبارک کے تین عشرے ہیں۔ پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت، تیسرا عشرہ ”عتق من النار“ پہلے عشرہ میں اللہ پاک کی رحمت بے حدو بے حساب برستی ہے۔ دوسرے عشرہ میں بندوں کی مغفرت کا اعلان ہوتا ہے اور تیسرے عشرہ میں گناہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخلہ کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین اور جنات کو قید کردیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے لئے جنت سارا سال سجائی اور سنواری جاتی ہے۔

رمضان المبارک میں مچھلیاں، سمندروں اور دریاؤں کی تہہ میں روزہ داروں کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔ روزے کی فرضیت کا اعلان رمضان المبارک میں ہوا۔ قرآن پاک کا نزول بھی رمضان المبارک میں شروع ہوا۔

رمضان المبارک میں افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

رمضان المبارک کی ہر رات میں لاکھوں مسلمانوں کی مغفرت کی جاتی ہے اور آخری رات اتنے لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے جتنا پورے رمضان المبارک میں بخشے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک میں لا الٰہ الا اللہ اور دیگر اذکار کثرت سے کئے جائیں، اس مبارک مہینہ میں توبہ واستغفار کثرت سے کی جائے۔

ماہ رمضان المبارک میں کثرت سے جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگی جائے۔

نیز رمضان المبارک میں قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کی جائے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھا جائے، نیز رمضان المبارک میں آواز دی جاتی ہے:

"یا باغی الخیر اقبل، ویاباغی الشر اقصر."

ترجمہ: "اے خیر اور نیکی کے طالب قدم آگے بڑھا، اور اے بدی اور بدکرداری کے شوقین رک جا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں اور خلق خدا کی نفع رسانی میں سب سے آگے تھے اور رمضان المبارک میں آپ کی یہ صفت کریمہ اور ترقی کر جاتی تھی بلکہ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ تیزی آجاتی تھی۔

رمضان المبارک برکت سے اللہ پاک نے امت مسلمہ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی، جس میں عبادات ہزار مہینوں کی عبادات سے بڑھ جاتی ہیں۔

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ مومن کا رزق بڑھا دیتے ہیں "فیہ یزاد رزق المومن" مسلمان کے اعمال صالحہ کا ثواب دس سے سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے، لیکن روزہ کے متعلق فرمایا: "الصوم لی وانا اجزی بہ" وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے لئے تحفہ ہے اور میں ہی جس طرح چاہوں گا اس کا ثواب دوں گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: "للصائم فرحتان" ایک خوشی افطار کے وقت دوسری اللہ پاک کی خدمت میں حاضری کے وقت، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے، اور فرمایا: "الصیام جنۃ" روزہ (دنیا میں نفس و شیطان کے حملوں سے بچاؤ کے لئے اور آخرت میں جہنم کی آگ سے بچاؤ کے لئے) ڈھال ہے۔

فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو: "فلا یرفث ولا یصخب" چاہئے کہ بے ہودہ اور فحش گفتگو نہ کرے اور شور وشغب نہ کرے اور اگر کوئی جھگڑا کرنا چاہے تو کہہ دے: "انی امرؤ صائم" میں روزہ دار ہوں۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں سے ایک خاص دروازہ ہے، جسے "باب الریان" کہا جاتا ہے۔ اس دروازہ میں صرف روزہ داروں کا داخلہ ہوگا، ان کے سوا کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ماتقدم من ذنبہ."

ترجمہ: "جو لوگ رمضان شریف کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردئے جائیں گے۔"

اور فرمایا:

"من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ماتقدم من ذنبہ." (بخاری ومسلم)

ترجمہ: "جو رمضان المبارک کی راتوں میں تراویح ونوافل ایمان واحتساب کے ساتھ پڑھیں گے، ان کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔"

نیز فرمایا:

"جو مسلمان ایمان واحتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کرے گا، اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔"

احتساب وایمان خاص دینی اصطلاحیں ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی نیک عمل کیا جائے اس کا محرک اللہ ورسول پر ایمان ہو اور اس کے وعدہ ووعید پر یقین ہو، اس کے بتلائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الصیام والقرآن یشفعان للعبد" کہ روزہ اور قرآن آدمی کے لئے سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول کرے گا۔ روزہ کہے گا کہ اے پروردگار! "انی منعتہ الطعام والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ" میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور جائز خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا، آج میری سفارش اس کے حق قبول فرما (اور اس کے ساتھ رحمت اور مغفرت کا معاملہ فرما)" ویقول القرآن من منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان" اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا (خداوندا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اس کی بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن کی سفارش بندہ کے حق میں قبول کی جائیں گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا معاملہ فرما دیا جائے گا)۔

نوٹ: یہ مضمون معارف الحدیث مصنفہ مولانا محمد منظور نعمانی جلد چہارم اور تجلیات رمضان سے ملخص کیا گیا ہے۔

روزہ کے ضروری مسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالروف سکھروی مدظلہ

ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا

روزہ میں انجکشن لگوانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

ج: روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور روزہ میں کوئی کراہت بھی نہیں آتی۔ (بدائع)

روزہ میں طاقت کے انجکشن کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں طاقت کا انجکشن لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: روزہ کی حالت میں طاقت کا انجکشن لگوانا مناسب نہیں، کیونکہ روزہ جہاں عبادت ہے وہاں اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ روزہ کی حالت میں بھوکا پیاسا رہنے سے نفس پر قابو حاصل ہو اور عبادت کرنے میں مدد ملے اور جب اس ہلکی سی کمزوری کو انجکشن سے ختم کر دیا تو روزہ کے بعض فوائد مقصودہ سے محروم ہو گیا۔ لہٰذا ایسے کرنے سے روزہ فاسد تو نہیں ہوتا، لیکن مقصد صوم فوت ہو جائے گا۔

روزہ میں ٹیکہ لگوانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے کا کیا حکم ہے؟

ج: روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

روزہ میں گلوکوز جسم میں چڑھوانے کا حکم:

س: مریض روزہ کی حالت میں گلوکوز اپنے جسم میں چڑھوا سکتا ہے یا نہیں؟

ج: گلوکوز چونکہ رگوں وغیرہ کے ذریعہ جسم میں پہنچائی جاتی ہے، اس لئے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (بدائع)

روزہ میں خون چڑھوانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں مریض کو رگوں کے ذریعہ جسم میں خون چڑھوانا کیسا ہے، کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

ج: اول تو بلا ضرورت شدیدہ جسم میں خون چڑھوانا جائز ہی نہیں، ہاں اگر سخت مجبوری ہے کہ خون دیئے بغیر جان بچانا مشکل ہے اور دیندار ماہر فن ڈاکٹر نے خون دینا ہی تجویز کر دیا ہے تو ایسی صورت میں اگر مریض کو روزہ کی حالت میں انجکشن کے ذریعہ خون دیا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

روزہ میں آکسیجن دینے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں مریض کو آکسیجن دینے سے (جو ناک کے ذریعہ دی جاتی ہے) روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

ج: اس میں تفصیل ہے اگر آکسیجن میں ادویات کے لطیف اجزا شامل ہوتے ہیں اور آکسیجن کے ساتھ مریض کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو ایسی آکسیجن دینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ البتہ مریض کی خطرناک حالت کے پیش نظر اگر اس کو دے دی جائے تو اس سے صرف روزہ کی قضا واجب ہوگی، کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر خالص آکسیجن دی جائے جس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں تو اس کے دینے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اس کا دینا جائز ہوگا۔ (بدائع)

روزہ میں کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نگلنے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں وضو کے اندر کلی کرنے کے بعد یا ویسے ہی کلی کرنے سے منہ میں کچھ تری رہ گئی، اگر اسے لعاب کے ذریعہ نگل لیا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

ج: اگر کلی اچھی طرح کر لی اور اس کے بعد پانی کی کچھ تری منہ میں رہ گئی، اور اسے لعاب کے ذریعہ نگل لیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

لعاب دہن نگلنے کا حکم:

س: اپنا یا کسی دوسرے کا لعاب دہن نگلنے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

ج: اس مسئلہ میں تفصیل ہے اگر اپنا لعاب جو منہ میں ہے نگل لے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر اپنا لعاب دہن کسی کاغذ یا کسی اور چیز پر تھوک کر پھر چاٹ لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور گھناؤنا ہونے کی وجہ سے صرف اس روزہ کی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں، ہاں اگر بات چیت کرنے کی وجہ سے ہونٹ لعاب دہن سے تر ہو گئے اور لبوں کی اس تری کو روزہ دار چاٹ لے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، مگر روزہ میں ایسا کرنا مکروہ ہے کہ روزہ دار اپنا لعاب دہن منہ میں جمع کر کے اس کو نگلا کرے اور اگر دوسرے شخص کا لعاب دہن نگل لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ کسی عامی شخص کا لعاب دہن نگل لے جس کے نگلنے کو طبیعت پسند نہیں کرتی تو

اس سے صرف قضا واجب ہوگی اور اگر کسی محبوب شخص کا لعاب دہن جس کے چاٹنے میں مزا آتا ہے اور چاٹنے کو دل چاہتا ہے، چاٹ لے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔(عالمگیری)

روزہ کی حالت میں دانت نکلوانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ فاسد ہوجائے گا یا نہیں؟

ج: اول تو دانت نکلوانے کے لئے رات کا انتظار کریں اور شب میں دانت نکلوائیں تاکہ روزہ بے خطر ادا ہوجائے اور اگر کوئی شدید مجبوری ہو مثلاً درد شدید ہو کرب و بے چینی ہو اور دانت نکالنے کا کوئی ایسا جدید طریقہ ہو کہ دانت نکالنے سے تکلیف نہ ہو اور کسی قسم کی کمزوری بھی نہ ہو اور خون بھی نہ نکلے یا نکلے مگر اس بات کی پوری احتیاط کرلی جائے کہ خون حلق کے اندر نہ جانے پائے تو دن میں بھی دانت نکلوانا بلا کراہت درست ہے اور روزہ بھی فاسد نہ ہوگا اور اگر حلق میں خون جانے کا قوی خطرہ ہو یا ایسے ضعف کا اندیشہ ہو جس کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑے تو پھر روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا مکروہ ہے، لیکن اگر نکلوایا اور خون حلق میں نہیں گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(عالمگیری)

روزہ میں مسواک کرنے کا حکم:

س: روزہ میں مسواک کرنے کا حکم بتلایئے! کیا اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے یا نہیں، خصوصاً جب کہ نیم کی مسواک ہو؟

ج: روزہ دار کو روزہ کی حالت میں ہر قسم کی مسواک تر، خشک، کڑوی، خواہ نیم کے درخت کی ہو یا پیلو کی ہو، اگرچہ اس کی تیزابیت اور خوشبو منہ اور حلق میں محسوس ہوتی ہو، سب سے مسواک کرنا درست ہے۔(عالمگیری)

روزہ میں تیل سرمہ لگانے کا حکم:

س: روزہ میں سرمہ، سیاہی، کاجل یا سر اور بدن میں تیل لگانا کیسا ہے؟

ج: روزہ کی حالت میں یہ تمام چیزیں لگانا درست ہیں، روزہ میں ان کے استعمال کرنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا، اگرچہ سرمہ کی سیاہی تھوک میں نظر آئے۔(عالمگیری)

روزہ میں دانتوں سے خون نکلنے کا حکم:

س: روزہ دار کے دانتوں سے اگر خون نکل آئے جیسا کہ عموماً پائیریا کے مریض کو پیش آتا ہے یا مسواک وغیرہ کرنے سے نکل آتا ہے اور روزہ دار اسے نگل لے تو کیا روزہ فاسد ہوجائے گا یا نہیں اور کیا صرف قضا واجب ہوگی؟

ج: اس میں تفصیل ہے اگر خون تھوک سے کم ہے اور خون کا مزہ منہ میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ تھوک خون پر غالب ہے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر خون لعاب دہن سے زیادہ ہے یا اس کے برابر ہے اور منہ میں خون کا ذائقہ بھی معلوم ہوتا ہے تو اس قدر خون کے نگلنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔(شامی)

روزہ میں اگربتی اور لوبان کے دھویں کا کیا حکم ہے؟:

س: اگربتی، لوبان، صندل، عود صلیب اور دیگر خوشبودار اشیاء کی اگر کسی کمرہ میں دھونی دی گئی ہو اور وہاں ان چیزوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہو تو کیا ایسے کمرہ میں جانے سے روزہ فاسد ہوجائے گا؟

ج: جس کمرہ میں ان چیزوں کی دھونی دی گئی ہو اور وہاں ان کی خوشبو مہک گئی ہے، لیکن ان اشیاء کا دھواں باقی نہ رہا ہو، بلکہ ہوا میں تحلیل ہوگیا ہو تو ایسے کمرہ میں جانے اور خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(شامی)

روزہ میں عطریات اور پھول سونگھنے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں ہر قسم کا عطر، مشک، عنبر اور سینٹ سونگھنے اور جمیع اقسام کے پھول سونگھنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

ج: روزہ دار کو روزہ کی حالت میں ہر طرح کا عطر، مشک وغیرہ سونگھنا جائز ہے، اسی طرح ہر قسم کے پھولوں کی خوشبو سونگھنا جائز ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(مراقی الفلاح)

روزہ میں حلق کے اندر مکھی چلے جانے کا حکم:

س: روزہ دار کے حلق میں اگر خود بخود مکھی چلی جائے یا بلا ارادہ کسی بھی قسم کا کوئی دھواں یا گرد و غبار چلا جائے تو کیا روزہ فاسد ہوجائے گا؟

ج: روزہ دار کے حلق کے اندر مکھی چلی جائے یا آپ ہی آپ کوئی دھواں چلا جائے یا گرد و غبار چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا بشرطیکہ قصداً ایسا نہ کیا ہو۔(شرح التنویر)

روزہ میں پان کی سرخی رہ جانے کا حکم:

س: روزہ دار نے سحری میں پان کھایا یا دوا پی اور خوب کلی کی، غرغرہ کرکے منہ صاف کرلیا، لیکن تھوک کی سرخی اور دوا کا ذائقہ باقی ہے کیا اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا؟

ج: اگر واقعی پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کرکے منہ صاف کرلیا تھا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی، اسی طرح دوا کا مزہ ختم نہیں ہوا تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہوگیا۔(شرح التنویر)

روزہ بھول کر کھانے اور صحبت کرلینے کا حکم:

س: روزہ دار روزہ کی حالت میں بھول کر

کھالے، پی لے یا صحبت کرلے تو کیا روزہ فاسد ہوجائے گا؟

ج: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھول کر بیوی سے ہمبستری کرلے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر بھول کر خوب پیٹ بھر کر کھالے یا کئی بار کھاپی لے تب بھی روزہ نہیں جائے گا۔ (عالمگیری)

روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنے کا حکم:

س: ایک شخص قصداً روزہ میں گرمی کی شدت کی وجہ سے ایک بڑا رومال بھگو کر اس لئے اوڑھتا اور ہر روز سر پر باندھتا ہے کہ روزہ میں تخفیف ہو آیا اس سے روزہ مکروہ ہوتا ہے یا نہیں، مالا بدمنہ میں مکروہ لکھا ہے؟

ج: روزہ کی حالت میں ایسا کرنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا، ایسا کرنا بلا کراہت درست ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ (درمختار)

روزہ دار کا پانی میں پاخانہ کرنے کا حکم:

س: روزہ دار پانی میں بیٹھ کر پاخانہ کرے تو کیا روزہ فاسد یا مکروہ ہوجائے گا؟

ج: روزہ کی حالت میں بلا ضرورت شدیدہ پانی میں گھس کر پاخانہ کرنا مکروہ ہے، اس سے بچنا چاہئے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کرے تو مکروہ نہیں اور روزہ دونوں صورت میں بالاتفاق فاسد نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

روزہ میں نکسیر پھوٹنے کا حکم:

س: روزہ میں نکسیر پھوٹ گئی حتی کہ اس کا اثر تھوک میں بھی پایا گیا، روزہ میں تو کوئی نقص نہیں آیا؟

ج: روزہ میں اس سے کوئی خلل نہیں آیا۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند، ص:۴۰۶، ج:۶)

روزہ میں آٹھ دس دفعہ نہانے کا حکم

س: گرمی کی شدت کی بنا پر روزہ میں آٹھ دس مرتبہ نہانا کیسا ہے؟

ج: جائز ہے۔ (عالمگیری)

روزہ میں آنکھوں میں دوا ڈالنے کا حکم:

س: کیا روزہ کی حالت میں آنکھوں میں کوئی دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

ج: روزہ میں آنکھوں کے اندر دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا، روزہ صحیح ہے۔ (عالمگیری)

روزہ میں بچہ کو دودھ پلانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں اگر عورت اپنے بچہ کو دودھ پلائے تو کیا روزہ فاسد ہوجاتا ہے؟

ج: روزہ میں بچہ کو اپنا دودھ پلانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ص:۴۰۸، ج:۶)

روزہ میں بیوی سے بوس و کنار کرنے کا حکم:

س: کیا روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا جائز ہے یا نہیں اور اس سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

ج: روزہ میں یہ امور جائز ہیں مگر خلاف اولیٰ ہے اور جوان آدمی کو روزہ کی حالت میں ایسا کوئی فعل نہ کرنا چاہئے، جس سے جماع کا اندیشہ ہو جیسے بیوی کے بدن کو اپنے بدن سے ملانا وغیرہ۔ (ہدایہ و شامی)

روزہ میں احتلام ہوجانے کا حکم:

س: روزہ دار روزہ میں سو گیا اور ایسا خواب دیکھا کہ جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی یا بلا خواب احتلام ہوگیا تو کیا روزہ فاسد ہوگیا؟

ج: روزہ دار کو دن میں احتلام ہوجائے تو اس سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا، روزہ صحیح ہے۔ (شرح الہدایہ)

روزہ میں تمام دن جنبی رہنے کا حکم:

س: رات میں احتلام یا صحبت سے غسل کی حاجت تھی مگر تمام دن اسی حالت میں رہا، غسل نہ کیا تو کیا اس سے روزہ میں کچھ فرق آتا ہے؟

ج: روزہ دار کا تمام دن جنابت کی حالت میں رہنے سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے البتہ تمام دن جنابت میں رہنے کا گناہ الگ ہوگا۔ (شرح التنویر)

ان صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہوجاتا ہے

روزہ میں ٹوتھ پیسٹ اور منجن لگانے کا حکم:

س: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ منجن، مسی اور دنداسہ وغیرہ منہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں، کیا روزہ کی حالت میں ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

ج: روزہ کی حالت میں ان تمام چیزوں سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے، اسی طرح کوئلوں سے دانت صاف کرنا بھی مکروہ ہے اور کراہت اسی تک ہے جب کہ منجن وغیرہ کا کوئی جزو حلق میں نہ اترے، اگر حلق میں کوئی جزو اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

روزہ میں بیوی سے بوس و کنار کرنے کی مکروہ صورت کا حکم:

س: بیوی سے بوس و کنار کرنا ایسا معانقہ کرنا کب مکروہ ہے؟

ج: اگر اپنے نفس کے بے اختیار ہوکر صحبت ہوجانے یا انزال ہوجانے کا خطرہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار کرنا معانقہ کرنا اور ساتھ لیٹنا سب مکروہ ہے، اس سے مکمل احتیاط کی جائے۔ (شامی)

(جاری ہے)

رمضان المبارک اور زکوٰۃ کی ادائیگی!

مفتی محمد راشد ڈسکوی

گزشتہ سے پیوستہ

ضرورت سے زائد سامان:

وہ تمام چیزیں جو گھروں میں رکھی رہتی ہیں، جن کی سالہا سال ضرورت نہیں پڑتی، کبھی کبھار ہی استعمال میں آتی ہیں، مثلاً: بڑی بڑی دیگیں، بڑی بڑی دریاں، شامیانے یا برتن وغیرہ۔(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول فی تفسیر الزکوٰۃ:1/174، رشیدیہ)

نوٹ: وی سی آر۔ ڈش، ناجائز مضامین کی آڈیو ویڈیو کیسٹیں جیسی چیزیں ضروریات میں داخل نہیں؛ بلکہ لغویات ہیں۔ مذکورہ قسم کا سامان ضرورت سے زائد کہلاتا ہے، اس لئے ان سب کی قیمت حساب میں لگائی جائے گی۔

ب: رہائشی مکان، پہننے، اوڑھنے کے کپڑے، ضرورت کی سواری اور گھریلو ضرورت کا سامان جو عام طور پر استعمال میں رہتا ہے، یہ سب ضرورت کے سامان میں داخل ہیں، اس کی وجہ سے انسان شرعاً مالدار نہیں ہوتا، یعنی ان کی قیمت نصاب میں شامل نہیں کی جاتی۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول فی تفسیر الزکوٰۃ:1/174، رشیدیہ)

ج: صنعتی آلات، مشینیں اور دوسرے وسائل رزق (جن سے انسان اپنی روزی کماتا ہے) بھی ضرورت میں داخل ہیں ان کی قیمت بھی نصاب میں شامل نہیں کی جاتی، مثلاً: درزی کی سلائی مشین، ترکھان، لوہار اور کاشت کار وغیرہ کے اوزار، سبزی یا پھل بیچنے والی کی ریڑھی یا سائیکل وغیرہ۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول فی تفسیر الزکوٰۃ:1/174، رشیدیہ)

د: اگر کسی کے پاس ضرورت پوری کرنے کا سامان ہے لیکن اس نے کچھ سامان اپنی ضرورت سے زائد بھی اپنے پاس رکھا ہوا ہے مثلاً: کسی کی ضرورت ایک گاڑی سے پوری ہو جاتی ہے لیکن اس کے پاس دو گاڑیاں ہیں یا اس کی ضرورت ایک مکان سے پوری ہو جاتی ہے لیکن اس نے دو مکان رکھے ہوئے ہیں تو اس زائد گاڑی اور زائد مکان کی قیمت کو نصاب میں داخل کیا جائے گا۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکوٰۃ، مصارف الزکوٰۃ:2/158، دار احیاء التراث العربی)

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے تاریخ:

زندگی میں سب سے پہلی بار جب کسی کی ملکیت میں پہلی قسم کے نصاب کے مطابق مال آجائے، تو وہ دیکھے کہ اس دن قمری سال (چاند) کی کون سی تاریخ ہے؟ اس تاریخ کو نوٹ کر لے، یہ تاریخ اس شخص کے لئے زکوٰۃ کے حساب کی تاریخ کے طور پر متعین ہوگئی ہے۔ واضح رہے کہ زکوٰۃ کے وجوب اور ادائیگی کے لئے قمری سال ہونا ضروری ہے، اگر کسی کو قمری تاریخ یاد نہ ہو تو خوب غور و فکر کر کے کوئی قمری تاریخ متعین کر لینا چاہیے، آئندہ اسی کے مطابق حساب کیا جائے گا، البتہ حساب کتاب کرنے کے بعد ادائیگی زکوٰۃ شمسی تاریخ سے کرنا جائز ہے۔

زکوٰۃ کا حساب کرنے کا طریقہ:

جس چاند کی تاریخ کو کسی کے پاس بقدر نصاب مال آیا، اس سے اگلے سال ٹھیک اسی تاریخ میں اپنے مال کا حساب کیا جائے اگر بقدر (پہلی قسم کے) نصاب کے مال ہے تو اس کل مال کا اڑھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ دینا ہوگی۔
(العالمگیریہ، کتاب الزکوٰۃ:1/175، رشیدیہ)

سامان کی قیمت لگانے کا طریقہ:

"پہلی قسم کا نصاب" اور "دوسری قسم کا نصاب" پہچاننے کے طریقے میں جو یہ ذکر کیا گیا کہ "دوسری قسم کے نصاب میں ضرورت سے زائد سامان کی قیمت لگائی جائے" تو اس قیمت سے مراد اس سامان کی قیمت فروخت ہے نہ کہ قیمتِ خرید۔ یعنی حساب کرنے کی تاریخ میں اس سامان کی قیمت لگوائی جائے جو عام بازار میں اس کی قیمت کے برابر ہو اور عموماً اس قیمت پر وہ بک بھی جاتی ہو، اس کو نصاب میں شمار کیا جائے گا۔ اسی طرح سونا، چاندی کی بھی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً: کراچی میں کسی شخص نے کوئی چیز دس ہزار میں خریدی، پھر فروخت کرنے کے وقت اس کی قیمت پندرہ ہزار یا کم ہو کے سات ہزار ہوگئی تو قیمت فروخت والی قیمت کو زکوٰۃ کے لئے شمار کیا جائے گا۔
(رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم:2/286، سعید)

مال پر سال گزرنے کا مطلب:

جس تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اس کے ایک سال بعد زکوٰۃ دی جائے گی، اس ایک سال کے گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پہلی تاریخ اور ایک سال کے بعد والی تاریخ میں مال نصاب کے بقدر اس شخص کی ملکیت میں رہے، ان دونوں تاریخوں کے

درمیان میں مال میں جتنی بھی کمی بیشی ہوتی رہے، اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا، بس شرط یہ ہے کہ مال بالکلیہ ختم نہ ہوگیا ہو، یعنی مال کے ہر ہر جزء پر سال کا گزرنا شرط نہیں ہے بلکہ واجب ہونے کے بعد اگلے سال اسی تاریخ میں نصاب کا باقی رہنا ضروری ہے، اگر نصاب باقی ہوا تو ادائیگی لازم ہوگی ورنہ نہیں۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکوۃ، اموال الزکوۃ: 2/96، دار احیاء التراث العربی)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کے احکام:

"مال تجارت سے مراد" پیچھے واضح کی جاچکی ہے کہ تاجر کی دکان کا ہر وہ سامان جو بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو اور تا حال اس کے بیچنے کی نیت باقی ہو تو یہ (مال تجارت) مال زکوٰۃ ہے۔ (اور اگر مذکورہ مال (مال تجارت) کو گھر کے استعمال کے لئے رکھ لیا، یا اس کے بارے میں بیٹے یا دوست وغیرہ کو ہدیہ میں دینا طے کرلیا، یا پھر ویسے ہی اس مال کے بارے میں بیچنے کی نیت نہ رہی تو یہ مال، مال زکوٰۃ نہ رہا)۔ بعض افراد اس غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ تجارت کا مال صرف وہ ہے جس کی انسان باقاعدہ تجارت کرتا ہو، اور نفع کمانے کی نیت سے خرید وفروخت کرتا ہو۔ حالانکہ شرعاً کسی چیز کے مال تجارت بننے کے لئے اس میں مذکورہ قید ضروری نہیں، بلکہ جو چیز بھی انسان فروخت کرنے کی نیت سے خریدے وہ تجارت کے مال میں شمار ہوتی ہے، البتہ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہ ہو تو بعد میں فروخت کرلینے کی نیت سے وہ چیز مال تجارت نہیں بنے گی۔ دوسری طرف وہ چیز جسے تجارت کی نیت سے خریدا تھا اگر بعد میں تجارت کی نیت بدل لی تو وہ چیز مال تجارت سے نکل جائے گی۔ سونا، چاندی اور نقد رقم اس تعریف سے خارج ہے، یعنی ان کے لئے کسی خاص نیت وغیرہ کی ضرورت نہیں، یہ ہر حال میں مال زکوٰۃ ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوۃ: 2/267، سعید)

تجارتی اموال سے متعلق کچھ مسائل:

تجارتی اموال سے متعلق ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) جن اشیاء کو فروخت کرنا مقصود نہ ہو، بلکہ ان کی ذات کو باقی رکھتے ہوئے ان سے کرایہ وغیرہ حاصل کرنا یا کسی اور شکل میں نفع کمانا مقصود ہو، تو وہ چیزیں مال تجارت میں داخل نہیں ہیں۔ مثلاً: کارخانوں کا منجمد اثاثہ، پرنٹنگ پریس، مشینری، پلانٹ، دوکان کا سامان، استعمال کی گاڑی، ٹریکٹر، ٹیوب ویل، کرائے پر چلانے کی نیت سے خریدی گئی گاڑی، رکشہ وغیرہ، کرائے پر دینے کی نیت سے بنایا گیا مکان یا دوکان وغیرہ، گھر کے استعمال کے برتن، کرائے پر دینے کے لئے رکھے ہوئے برتن، کراکری کا سامان، فریج، فرنیچر، سلائی یا دھلائی کی مشین، ڈرائی کلینرز کے پلانٹ وغیرہ۔ اس قسم کی چیزیں چونکہ فروخت کرنے کی نیت سے نہیں خریدی گئیں، بلکہ ان کو باقی رکھ کر ان سے نفع اٹھانا مقصود ہے، اس لئے یہ مال تجارت میں داخل نہیں ہوں گی اور ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر ان کو خریدا ہی فروخت کرنے کے لئے ہو تو یہ مال تجارت ہوں گی۔ اسی طرح موجودہ دور میں بعض مکینک حضرات اپنے کام کاج کے اوزاروں کے ساتھ بعض اوزاروں کو اس لئے خریدتے ہیں کہ بوقتِ ضرورت گاہکوں کی مشینری وغیرہ میں فٹ کردیں گے، اور اس کی قیمت گاہکوں سے وصول کرلیں گے، تو یہ مال بھی مال تجارت میں داخل ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوۃ: 2/267، سعید)

(2) اگر کوئی جانور بیچنے کے لئے خریدے تو وہ بھی مال تجارت میں داخل ہیں، ان کی زکوٰۃ بھی تجارت کے اموال کی طرح واجب ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: 4/286)

قصاب جو جانور ذبح کرکے گوشت بیچتے ہیں تو یہ جانور بھی مال تجارت میں داخل ہیں۔ جو جانور دودھ حاصل کرنے کے لئے خریدے تو وہ مال تجارت میں داخل نہیں ہیں، البتہ ان کے دودھ سے حاصل ہونے والی کمائی نقد رقم میں داخل ہوکر نصاب کا حصہ بنے گی۔ (احسن الفتاویٰ: 4/287)

(3) اگر کسی کا پولٹری فارم یا مچھلی فارم ہو تو ان کی زکوٰۃ میں یہ تفصیل ہے کہ ان کی زمین، مکان اور ان سے متعلقہ سامان پر تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، البتہ مرغیاں یا مچھلیاں اگر فروخت کرنے کے لئے رکھی ہیں تو یہ مال تجارت ہیں اور فروخت کرنے کے لئے نہیں، بلکہ مرغیوں کے انڈے حاصل کرنے کے لئے وہ مرغیاں رکھی ہیں تو ان انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ: 4/310) جو شخص انڈے فروخت کرنے کے لئے خریدتا ہے تو وہ انڈے مال تجارت ہیں، اور اگر ان انڈوں سے چوزوں کا حصول مقصود ہے تو ان بچوں کی قیمت پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

قرض پر زکوٰۃ کا حکم:

جو رقم کسی کو بطور قرض دی ہو، اس کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ قرض ہے، جس کے (کبھی نہ کبھی) واپس ملنے کی امید ہو۔ دوسرا وہ قرض ہے، جس کے واپس ملنے کی (کبھی بھی) امید نہ ہو۔

تو پہلی قسم والے قرض کی زکوٰۃ دی جائے گی اور دوسری قسم کے قرض کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ البتہ اگر کبھی یہ قرض بھی وصول ہوگیا تو اس کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (ہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الاول: 1/174، 175، رشیدیہ)

قرض کی تین قسمیں:

پہلی قسم والے قرض کی تین قسمیں ہیں: (۱) دَین قوی، (۲) دَین متوسط، (۳) دَین

ضعیف۔ ان تینوں قسم کے دیون (قرضوں) کے وصول ہونے پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ اور حکم قدرے مختلف ہے، ذیل میں اجمالاً دَین کی تینوں قسموں پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

دَینِ قوی کا حکم:

اگر کسی شخص کو نقد روپیہ یا سونا یا چاندی بطور قرض دی، یا کسی شخص کے ہاتھ تجارت کا مال بیچا اور اس کی قیمت ابھی وصول نہیں ہوئی، پھر یہ مال ایک سال یا دو، تین سال کے بعد وصول ہوا تو ایسے قرض کو "دَینِ قوی" کہتے ہیں۔

ایسا قرض اگر چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو وصول ہونے پر سابقہ تمام سالوں کی زکوٰۃ حساب کر کے دینا فرض ہے، لیکن اگر قرض یکمشت وصول نہ ہو، بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہو، تو جب چاندی کے نصاب کا بیس فی صد (یعنی: ساڑھے دس تولے) وصول ہو جائے، تو صرف اس بیس فی صد (یعنی: ساڑھے دس تولے) کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوگا، پھر جب مزید بیس فی صد وصول ہو جائے گا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوگی، اسی طرح ہر بیس فی صد وصول ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوتی رہے گی اور زکوٰۃ سابقہ تمام سالوں کی نکالی جائے گی اور اگر قرض کی رقم چاندی کے نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی، البتہ اگر اس آدمی کی ملکیت میں کچھ اور مال یا رقم ہے اور دونوں کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتے ہیں تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال:2/305،306،307، سعید)

دَینِ متوسط کا حکم:

اگر کسی کو قرض نقد روپے اور سونا چاندی کی صورت میں نہیں دیا، اور تجارت کا مال بھی فروخت نہیں کیا، بلکہ کوئی چیز فروخت کی جو تجارت کی نہیں تھی، مثلاً: پہننے کے کپڑے یا گھر کا کوئی سامان یا کوئی زمین فروخت کی تھی، اس کی قیمت باقی ہے، تو ایسے قرض کو "دَینِ متوسط" کہتے ہیں۔ تو اگر یہ قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے اور چند سالوں کے بعد وصول ہوئی تو وصول ہونے پر سابقہ تمام سالوں کی زکوٰۃ اس پر فرض ہوگی اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب تک یہ قرض چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد وصول نہ ہو جائے، تب تک زکوٰۃ ادا کرنا فرض نہ ہوگا، البتہ وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

اگر مذکورہ شخص صاحبِ نصاب ہو تو "دَینِ متوسط" سے جو بھی تھوڑی تھوڑی رقم ملتی رہے، اس کو اپنے پاس موجود نصاب میں ملاتا رہے اور زکوٰۃ دے۔ (العالمگیریہ، کتاب الزکوٰۃ، باب اقسام الدیون: 1/175، رشیدیہ)

دَینِ ضعیف کا حکم:

کسی شخص کو نہ نقد روپیہ قرض دیا، نہ سونا چاندی فروخت کی اور نہ ہی کوئی اور چیز فروخت کی، بلکہ کسی اور سبب سے یہ قرض دوسرے کے ذمے ہو گیا، مثلاً: شوہر کے ذمے اپنی بیوی کا حق مہر ادا کرنا باقی ہو، یا بیوی کے ذمے شوہر کا بدلِ خلع ادا کرنا باقی ہو، یا کسی کے ذمے دیت ادا کرنا باقی ہو یا کسی مالک کے ذمے اپنے ملازم کی تنخواہ دینا باقی ہو، تو ایسے قرضوں کو "دَینِ ضعیف" کہتے ہیں۔

ایسے قرضوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم یہ ہے کہ ان اموال کی زکوٰۃ کا حساب وصول ہونے کے دن سے ہوگا، اس شخص پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ وصول ہونے کے بعد اگر یہ پہلے سے صاحبِ نصاب ہو تو اس نصاب کے ساتھ اس مال کو ملا کے زکوٰۃ ادا کرے گا، ورنہ وصول ہو جانے کے بعد اس مال پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (فتح القدیر، کتاب الزکوٰۃ:2/123، رشیدیہ)

اور جو ادھار خود لیا ہوا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ فوراً سارے کا سارا ادا کرنا لازم ہے، تو اس کو نصاب سے منہا کیا جائے گا، دوسری قسم یہ کہ یک مشت اس کل رقم کی ادائیگی لازم نہیں بلکہ قسطوں میں ادا کرنا ہے تو صرف اس مہینے کی قسط نصاب سے منہا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ قرض اگر تجارت کے لئے لیا ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ کسی عمارت، بلڈنگ یا مشینری وغیرہ کے لئے لیا ہے تو اسے نصاب سے منہا نہیں کیا جائے گا اور اگر محض تجارت کے لئے لیا ہے تو اسے نصاب سے منہا کیا جائے گا۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ:2/263، سعید)

بینکوں کے زکوٰۃ کاٹنے کا حکم:

حکومت کے آرڈی نینس کے تحت حکومت بینکوں سے لوگوں کی رقمیں زکوٰۃ کی مد میں کاٹتی ہے۔ شرعاً اس طریقے سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی، حکومتِ وقت کے اس طرح زکوٰۃ کاٹنے میں شرعاً دس خرابیاں ہیں جنہیں فتاویٰ بینات جلد دوم، ص:635-640 میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے، بوقتِ ضرورت وہاں مراجعت کر لی جائے۔

(فتاویٰ بینات، کتاب الزکوٰۃ، حکومت کا مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرنا:635-640، مکتبہ بینات)

کمیٹی کی رقم پر زکوٰۃ کا حکم:

کچھ افراد مل کے کمیٹی ڈالتے ہیں، کچھ ممبروں کی کمیٹی پہلے نکل آتی ہے، مثلاً: بیس افراد نے مل کر ایک ایک ہزار روپے جمع کر کے کمیٹی ڈالی، ان میں سے ایک کی کمیٹی پہلی نکل آئی، اب اس شخص کے پاس انیس ہزار روپے دوسروں کے ہیں اور ایک ہزار اپنا، تو یہ شخص اگر صاحبِ نصاب ہے تو یہ اپنے ایک ہزار روپے کو اس نصاب میں داخل کرے گا، انیس ہزار کو

نہیں،اسی طرح ہرممبر صرف اتنی رقم نصاب زکوٰۃ میں جمع کرے گا،جتنی اس نے ابھی تک جمع کروائی تھی، البتہ آخری شخص پورے بیس ہزار کو اپنے نصاب میں شامل کرے گا اور اگر یہ مذکورہ افراد صاحب نصاب نہ ہوں تو اس نکلنے والی کمیٹی کی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔(الفتاویٰ الصمدیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول فی تفسیر الزکوٰۃ:1/173، رشیدیہ)

خلاصہ کلام:

آخر میں بطور خلاصہ ان تمام اثاثوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جن پر واجب نہیں ہوتی:

وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے:

(1)سونے کی مارکیٹ ویلیو (خواہ سونا زیور کی صورت میں ہو، یا کسی بھی شکل میں ہو)۔(2)چاندی کی مارکیٹ ویلیو (خواہ چاندی زیور کی صورت میں ہو یا کسی بھی شکل میں ہو)۔(3)نقد رقم۔(4)کسی کے پاس رکھی گئی امانت (خواہ رقم ہو یا سونا، چاندی)۔(5)بینک بیلنس۔(6)غیر ملکی کرنسی کی مارکیٹ ویلیو۔(7)کسی بھی مقصد (مثلاً: حج، بچوں کی شادی یا مکان وغیرہ خریدنے) کے لئے رکھی ہوئی رقم۔(8)حج کے لئے جمع کروائی ہوئی وہ رقم، جو معلم کی فیس اور کرایہ جات وغیرہ کاٹ کر واپس کر دی جاتی ہے۔(9)بچت سرٹیفکیٹ مثلاً: NIT، NDFC، FEBC، کی اصل رقم (اگر چہ ان کا خریدنا ناجائز ہے)۔(10)پرائز بانڈز کی اصل قیمت (اگر چہ ان کی خرید وفروخت اور ان پر ملنے والا انعام جائز نہیں ہے)۔(11)انشورنس پالیسی میں جمع کردہ اصل رقم (اگر چہ مروجہ انشورنس کی تمام صورتیں ناجائز ہیں)۔(12)قرض دی ہوئی رقم (بشرطیکہ واپس ملنے کی امید ہو)۔(13)کسی بھی مقصد کے لئے دی ہوئی ایڈوانس رقم، جس کا اصل یا بدل اسے واپس ملے گا۔(14)سیکورٹی ڈیپازٹ کے طور پر جمع کردہ رقم۔(15)بی سی (کمیٹی) میں جمع کروائی ہوئی رقم (بشرطیکہ ابھی تک کمیٹی نکلی نہ ہو)۔(16)تجارتی یا تجارت کی نیت سے خریدے گئے حصص۔(17)شرکت والے معاملے میں اپنے حصے کے قابل زکوٰۃ اثاثوں کی رقم بمع نفع۔(18)بیچنے کے لئے خریدا ہوا سامان، جائیداد، حصص اور خام مال۔(19)تجارت کے لئے خریدی ہوئی پراپرٹی۔(20)ہر قسم کے تجارتی مال کی مارکیٹ ویلیو (یعنی: قیمت فروخت)۔(21)فروخت شدہ چیزوں کی قابل وصول رقم۔(22)تیار مال کا اسٹاک۔(23)خام مال۔

جو رقم مالِ زکوٰۃ سے منہا کی جائے گی:

(1)ادھاری ہوئی رقم۔(2)خریدی ہوئی چیز کی واجب الادا قیمت۔(3)کمیٹی حاصل کرنے کے بعد بقیہ اقساط کی رقم۔(4)ملازمین کی تنخواہ، جس کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے۔(5)یوٹیلیٹی بلز، کرایہ وغیرہ جن کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہو۔(6)گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اگر ابھی تک ادا نہ کی گئی ہو۔(7)قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الادا قسطیں۔

اب ماقبل میں ذکر کئے گئے ”وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے“ کی تمام صورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی کل قیمت جمع کر لیں، پھر ”جو رقم مال زکوٰۃ سے منہا کی جائے گی“ میں ذکر کی گئی صورتوں کے ہونے کی صورت میں تمام چیزوں کی قیمت جمع کر کے پہلی رقم میں سے نفی کر لیں، اب جو رقم باقی بچے، اس کا چالیسواں حصہ (یعنی: ڈھائی فی صد) بطور زکوٰۃ نکال کر مستحقین تک پہنچائیں۔

ناقابلِ زکوٰۃ اثاثے:

(1)رہائشی مکان، ایک ہو یا زیادہ۔(2)دکان، البتہ دکان کا مال مال زکوٰۃ ہوتا ہے۔(3)فیکٹری کی زمین، بشرطیکہ فروخت کی نیت سے نہ لی گئی ہو۔(4)دکان، گھر، فیکٹری کا فرنیچر۔(5)زرعی زمین، بشرطیکہ فروخت کی نیت نہ ہو۔(6)کرایہ پر دیا ہوا مکان، دکان یا فلیٹ۔(7)مکان، دکان، اسکول یا فیکٹری بنانے کے لئے خریدا ہوا پلاٹ۔(8)کرایہ پر چلانے کے لئے ٹرانسپورٹ گاڑی، مثلاً: ٹیکسی، رکشہ یا بس وغیرہ۔

مذکورہ اشیاء پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

نوٹ: زکوٰۃ سے متعلق مندرجہ بالا مضمون صرف مسئلہ زکوٰۃ سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ہے، اس کے علاوہ زکوٰۃ کے متعلق کوئی اور مسائل درپیش ہوں تو اپنے قریبی مستند دارالافتاء سے رابطہ کر کے پوچھ لئے جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔☆☆

قتلِ ناحق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بروز محشر مقتول (اپنے قاتل) کو لے کر آئے گا۔ اس حالت میں کہ اس (قاتل) کی پیشانی اور سر مقتول کے ہاتھ میں ہوں گے اور مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ کہے گا: ”اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا تھا“ (یہ کہتا ہوا) اسے عرش کے پاس لا کھڑا کرے گا۔“

رحمتوں اور برکتوں کی بہار!

مولانا محمد شعیب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو خطبہ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائے گا صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص ہلکا کردے اپنے غلام و خادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

(مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے، جس میں نیکیوں کا شوق بڑھ جاتا ہے، رحمتوں اور برکتوں کی بہار اترتی ہے، شیطان قید کردیا جاتا ہے۔ نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ثواب ۷۰ گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر مغفرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت بڑھادی جاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کی ان جیسی بیش بہا نعمتوں سے اپنی جھولی کو بھرا جائے۔ مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی فضیلت بیان فرمائی تو ساتھ ہی ان مقدس اوقات کو قیمتی بنانے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا۔ آیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک احکامات کی روشنی میں رمضان المبارک کے مقدس اوقات کو قیمتی بنائیں۔

توبہ:

سب سے پہلے توبہ کیجئے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔" (التحریم:۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، کچھ بعید نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں تم سے جھاڑ دے اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کردے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ان کو رسوا نہیں کرے گا۔"

توبہ سے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بڑی خوبصورت مثال دی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے توبہ کے بارے میں اس دن بہتر پتہ چلا جب میں کہیں جارہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک خاتون اپنے بچے کو دھکے دے کر گھر سے نکال دیتی ہے اور دروازہ بند کردیتی ہے، بچہ جب دروازہ بند دیکھتا ہے تو مختلف گلی کوچوں میں گھومتا پھرتا ہے، جب تھک جاتا ہے تو واپس اپنے گھر کی راہ لیتا ہے، دروازہ بند پاکر کھٹکھٹاتا

ہے مگر دروازہ نہیں کھلتا۔ وہ پھر ادھر ادھر گھومتا پھرتا ہے،تھک کر پھر واپس آتا ہے،دروازہ بند پاکر پھر نکل جاتا ہے، پھر پلٹتا ہے بالآخر تھک ہار کر دروازے کے سامنے لیٹ جاتا ہے،اس کی آنکھ لگ جاتی ہے،اسی دوران ماں دروازہ کھول کر باہر دیکھتی ہے کہ اتنی دیر سے دروازہ کیوں نہ بجا،اپنے معصوم بچے پر نظر پڑتی ہے تو شدت جذبات سے رو پڑتی ہے،اپنے بیٹے کو بانہوں میں سمیٹ کر کہتی ہے:"میرے بیٹے!تم جیسے بھی ہو،ہو تو میرے لخت جگر۔"

بالکل یہی مثال ایک گناہگار کی ہے،وہ رب کی نافرمانی کرتا رہتا ہے،کرتا رہتا ہے جب تھک ہار کر دنیا کی ٹھوکریں کھا کھا کر اپنے رب کی طرف پلٹتا ہے اور اس کی بارگاہ میں ندامت کے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو میرا رب اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، وہ تو پہلے ہی اپنے بندے کی توبہ کے انتظار میں ہوتا ہے، ادھر یہ بندہ اپنے رب کی طرف ایک قدم چلتا ہے، ادھر اس کا رب دس قدم دوڑتا چلا آتا ہے اور بندے کو اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لیتا ہے۔

دوسرے نمبر پر فرائض کا اہتمام ہے، پانچوں نمازوں کا باجماعت اہتمام کریں۔ خشوع وخضوع کے ساتھ پابندی کے ساتھ پانچوں وقت اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری دیں۔ روزہ کا اہتمام کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"روزہ داروں کے لئے قیامت کے دن عرش کے نیچے دستر خوان چنا جائے گا، وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے، دوسرے لوگ ابھی حساب کتاب میں ہی پھنسے ہوں گے،اس پر وہ کہیں گے:یہ کون لوگ ہیں؟ جو کھا پی رہے ہیں اور ہم حساب کتاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو جواب دیا جائے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے۔"

نفلی عبادات کی کثرت:

نفلی عبادات کئی طرح کی ہیں،تلاوت قرآن کریم، ذکر اللہ کی کثرت، قیام اللیل، صلوٰۃ التسبیح وغیرہ ان کا اہتمام کریں۔

تلاوت قرآن کریم:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:"شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن"... رمضان المبارک وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا... اسی وجہ سے قرآن کریم کی رمضان المبارک سے بہت مناسبت ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں قرآن کی تلاوت کا بہت اہتمام فرماتے تھے، ہر رات جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے ،ہمیں بھی اس ماہ مقدس میں تلاوت قرآن کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، یومیہ کم از کم ایک یا دو پارہ کی تلاوت تو ہونی چاہئے۔

ذکر اللہ کی کثرت:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"... اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے... جو لوگ اللہ رب العزت کا ذکر کرتے ہیں، ان کے دل ہر دم زندہ رہتے ہیں، ان کی روح تر و تازہ رہتی ہے، جن کے دل یاد الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں وہ بظاہر جتنے ہشاش بشاش نظر آئیں، ان کے دل مردہ کی سی کیفیت میں ہوتے ہیں۔ ان کی روح بے چین رہتی ہیں، ذرا آپ بھی اللہ سے لو لگا کر دیکھ لیجئے، رمضان میں خصوصاً کلمہ طیبہ، استغفار، تسبیحات فاطمہ اور اس کے ساتھ ساتھ مسنون دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہئے۔

قیام اللیل:

احادیث مبارکہ میں قیام اللیل اور تہجد کے فضائل بہت ہی کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج تک جتنے بھی لوگ اللہ کی معرفت کی دولت سے مالا مال ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص نے راتوں کو اٹھ کر بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری ضرور کی ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی عبادت کرتے، اتنی عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا o نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا o اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا o" (المزمل:۱تا۴)

ترجمہ:"اے چادر میں لپٹنے والے (نبی) رات کو قیام کیا کریں مگر تھوڑی رات (یعنی) آدھی رات یا اس سے تھوڑا کم کیجئے یا بڑھا دیجئے اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھا کریں۔"

ہم اگر زیادہ لمبی عبادات نہ کریں تو کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ صبح جب سحری کے لئے بیدار ہوں تو ۲۰ منٹ پہلے اٹھ جائیں۔ اللہ کی بارگاہ میں چند رکعات نماز ادا کر کے خوب گڑگڑا کر دعا مانگیں، بارگاہ خداوندی میں وہ وقت بڑی قبولیت کا ہوتا ہے۔ خدائے ذوالجلال آسمان دنیا پر اتر آتے ہیں اور اپنے محبوب بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہیں۔

غریبوں کو افطار کرانا:

ہمارے ہاں رمضان میں بہت سی افطار پارٹیز

کا اہتمام ہوتا ہے، مگر عموماً وہ عام پارٹیز کی طرح راہ و رسم نبھانے کے لئے ہوتی ہیں یا پھر گھر، کاروبار، دکان وغیرہ میں برکت کے لئے رکھی جاتی ہیں، ان پارٹیوں میں عام طور پر اپنے ہی جیسے طبقے کے افراد کو دعوت دی جاتی ہے۔ اسراف بھی خوب ہوتا ہے، جبکہ کچھ پارٹیوں میں تو غیر شرعی امور سے بچا بھی نہیں جاتا، تو وہ برکت کیسے آئے گی جس کے حصول کی ہم توقع کر رہے ہوتے ہیں؟ اس کی جگہ اگر ہم غرباء اور محتاجوں کو افطار کرائیں تو ہمارے لئے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ غریب پروری کا ثواب الگ اور ان روزہ داروں کے روزوں کا ثواب بھی ملے گا۔ اسی طرح بہت سے لوگ شہر میں ٹریفک جام میں پھنس جاتے ہیں یا کسی دور کے سفر میں ہوتے ہیں تو ہم بجائے مروجہ پارٹیوں پر مال ضائع کرنے کے اپنے ان مسلمان بھائیوں کی مدد کریں، انہیں روزہ افطار کرائیں برکت بھی ہوگی، روزہ کا ثواب بھی ہوگا اور پریشانی سے دوچار افراد کی دل سے نکلی دعاؤں کے بھی مستحق ٹھہریں گے۔

شب قدر کی تلاش اور اعتکاف مسنون:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''لیلۃ القدر خیر من الف شھر'' ...لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے... حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ اس ماہ مقدس میں ایک رات (لیلۃ القدر) ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ رات اللہ کی طرف سے امت محمدیہ پر ہونے والی خصوصی عنایات میں سے ایک عظیم عنایت ہے۔ پہلی امتوں میں لوگوں کی عمریں سینکڑوں سال ہوا کرتی تھیں، مگر امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی انعام کیا کہ یہ ایک رات عبادت میں گزاریں اور ۸۳ سال سے زیادہ کی عبادت کا ثواب اپنے کھاتے میں لکھوالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف فرمایا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، اس کے بعد دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا، آپ ترکی خیمہ میں معتکف تھے، دوسرے عشرے کے اعتکاف کے بعد آپ نے خیمہ سے سر باہر نکالا اور فرمایا: پہلے عشرے کا اعتکاف میں نے لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کی غرض سے کیا، پھر اسی مقصد سے دوسرے عشرے کا بھی اعتکاف کیا، چنانچہ مجھے یہ رات دکھادی گئی تھی، پھر بھلادی گئی، میں نے اس رات کی صبح کو اپنے آپ کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس رات کو آخری عشرے اور ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ (فضائل اعمال)

چنانچہ مسلمانان عالم! رمضان المبارک کے آخری عشرے میں سنت اعتکاف کرتے ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی و تابعداری میں اس عظیم رات کو تلاش کرتے اور عبادت میں گزارتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے صرف ایک دن کا اعتکاف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا۔ اللہ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان تین خندق کا فاصلہ حائل فرمادیتے ہیں۔ جس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلے جتنی ہے۔ ذرا تصور کیجئے کہ صرف ایک دن کی کوشش، محنت اور عبادت سے ہم جہنم سے تین خندق دور ہو جاتے ہیں تو دس دن کے اعتکاف میں کتنے دور ہو جائیں گے؟ جو بھائی بھی کوشش کرسکیں تو رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا رمضان میں کچھ لوگ لڑنے جھگڑنے لگتے ہیں۔ دراصل روزے میں چونکہ بھوک پیاس لگی ہوتی ہے۔ خصوصاً گرمی کے موسم میں شدت بڑھ جاتی ہے تو لوگ چڑچڑے پن کا شکار ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے لڑائی جھگڑوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تلقین فرمائی کہ صبر سے کام لیا جائے۔ دنیا کی تکلیف کو برداشت کرکے سوچے کہ اللہ رب العزت صبر کے بدلے جنت ایسی عظیم نعمت سے مالا مال فرمائیں گے۔ جن کے ماتحت ملازمین یا خادم وغیرہ کام کرتے ہوں ان کو چاہئے کہ اپنے خدام کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، ملازمین پر کام کا بوجھ کم کردیں کہ وہ بھی تو روزے سے ہوں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے گناہ بخش دے گا اور اسے جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔''

رمضان المبارک کے مقدس ایام میں ہمیں چاہئے کہ خود کو گناہوں سے ہر طرح محفوظ رکھیں، نگاہوں کی حفاظت ہو، زبان کی حفاظت ہو کہ غیبت، چغلی، گالم گلوچ، بہتان، جھوٹ سے اپنی زبان کو پاک رکھیں۔ تاجر حضرات خصوصاً ناپ تول میں کمی بیشی سے گریز کریں، کان کی حفاظت کریں، گانا سننے سے غیبت سننے سے بچیں، روزہ صرف سحری افطاری کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تربیتی کورس ہے تاکہ انسان کا تعلق اپنے پروردگار کے ساتھ مضبوط ہو، وہ مجاہدہ کرکے اخلاق رذیلہ کو کچلے اور اپنے اندر اعلیٰ اوصاف کو پیدا کرسکے۔ اس کے اندر نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہو۔ اس کے دل میں خوف خدا اور فکر آخرت کی شمع روشن ہو جو اسے رات کی تاریکی اور جنگل کے ویرانے میں بھی گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اللہ رب العزت ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..............☆☆

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

قسط:۱۴

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تصنیفات:

۱...... تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ کا سوا پارہ اور تیسویں پارے کی فارسی میں تفسیر ہے۔

۲...... بستان المحدثین، کتب حدیث اور محدثین کے تعارف پر مشتمل ہے۔ فارسی میں ہے۔ اس کا ترجمہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالسمیعؒ نے کیا ہے۔

۳...... تحفہ اثنا عشریہ، یہ فارسی میں تھی۔ ۱۲۰۴ھ میں تصنیف فرمائی اور رد روافض پر بہترین کتاب ہے۔

۴...... فتاویٰ عزیزی، دو جلدوں میں ہے۔ فارسی میں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔

۵...... عجالہ نافع، یہ اصول حدیث پر بہترین رسالہ ہے۔ آپ کے شاگرد مولانا قمرالدین صاحبؒ نے سند حدیث کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس پر یہ رسالہ لکھ دیا۔ فارسی متن کا ترجمہ اور تشریحی مباحث پر مشتمل ۲۷۶ صفحات پر مشتمل شرح ومقدمہ حضرت ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب چشتی استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ نے قابل تقلید اور مثالی کوشش کرکے اسے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا فتویٰ جہاد، اس کے اثرات، نتائج وعواقب کے لئے دفتر درکار ہے۔ آپ کا وصال ۹ رشوال ۱۲۳۹ھ مطابق ۶ رجون ۱۸۲۴ء کو ہوا۔ اپنے والد گرامی کے قدموں میں محو استراحت ہیں۔ زہے نصیب کہ چند لمحات آپ کے قدموں میں کھڑے ہونے کو فقیر کو بھی میسر آئے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے مختصر حالات:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ۱۹ رذوالحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۹ رنومبر ۱۷۵۰ء کو منگل کے روز پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر تک اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے تعلیم حاصل کی۔ والد صاحبؒ کے وصال کے بعد باقی تعلیم برادر بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے حاصل کی۔ زہد وتقویٰ میں اپنے خاندان کے بزرگوں کی روایات کے امین تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ آپ پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ بہت سے تعلیمی امور میں برادر گرامی کے آپ دست وبازو تھے۔

آپ کا علمی کارنامہ جسے رہتی دنیا تک اسلامیان ہند بھلا نہ پائیں گے۔ وہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔ آپ نے ترتیب الفاظ کو ترجمہ میں بھی ملحوظ رکھا۔ ایک آیت کا ترجمہ اس کے نیچے لکھا جائے تو ہر لفظ وحرف کا ترجمہ متن کے مقابلہ میں ٹھیک نیچے لکھا موجود پاؤ گے۔ یہ خوبی اتنی بڑی ہے کہ اہل علم ہی اس کی اہمیت جانتے ہیں۔ ''قدر زر زرگر بداند، قدر جوہر جوہری'' ظاہر ہے کہ جب تحت اللفظ ترجمہ ہوگا تو وہ شگفتہ نہیں ہوسکتا؟ اس ترجمہ کی یہ بھی خوبی ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ دہلی کے تھے۔ اردو زبان کے لئے ان کی بولی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے فرط ادب کا خیال فرمایا جائے کہ آپ ترجمہ میں لفظی تقدیم وتاخیر سے ایسے دور رہے جیسے پاکباز لوگ گناہ سے دور رہتے ہیں۔ ان کی یہ احتیاط قابل تحسین ہے۔ ان اگلوں کی ان احتیاطوں نے قرآن مجید کو محفوظ رکھنے میں کردار ادا کیا۔ ورنہ تو تورات وانجیل جیسا قرآن مجید کا حال ہو جاتا۔ (لیکچر ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ج۱ ص۲۵ تا ۲۷) ترجمہ قرآن مجید کے علاوہ (۲) رسالہ علامات قیامت۔ (۳) رسالہ تاریخ۔ (۴) رسالہ عروض۔ (۵) دفع الباطل۔ (۶) اسرار المحبۃ آپ کے یادگار رسائل ہیں۔

آپ کے متعلق آپ کے بڑے بھائی اور استاذ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے شاہ ابوسعیدؒ رائے بریلی کو خط تحریر کیا کہ: ''رفیع الدین بفضل الٰہی تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے اور مجلس علماء وفقراء میں ان کے سامنے ان کی دستار تبرک باندھی گئی اور درس کی اجازت دے دی گئی۔ الحمدللہ! بہت سے طلباء ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔''

جب آپ تدریس کی مسند پر رونق افروز

ہوئے آپ کی عمر چودہ پندرہ برس تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے عوارض کے باعث جب تدریس کو خیرباد کیا تو مدرسہ رحیمیہ کے صدر نشین حضرت شاہ رفیع الدینؒ قرار پائے۔ تقریباً چون سال آپ نے درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ سلسلہ درس وتدریس ۱۱۷۹ھ سے آپ کی وفات ۱۲۳۳ھ تک جاری رہا۔ فرمایئے! حساب صحیح عرض کیا کہ نہیں؟ آپ کا وصال ۶ شوال ۱۲۳۳ھ جو مطابق ۱۹ اگست ۱۸۱۸ء کو ہوا۔ یہ بھی اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پائنتی کی جانب محو استراحت ہیں۔ ان کے قدموں میں چند ساعات گزارنے کی حق تعالیٰ نے سعادت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے مختصر حالات:

آپ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے تیسرے صاحبزادے ہیں جو ۱۱۶۷ھ مطابق ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی عمر والد گرامی شاہ ولی اللہؒ کے وصال کے وقت ۹ سال تھی۔ والد گرامی سے چند سال جو پڑھا سو پڑھا۔ البتہ آپ کی بقیہ تمام تعلیم برادران گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے ۱۱۸۷ھ میں مکمل ہوئی۔ مولانا محمد عاشق پھلتیؒ سے بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ شاہ عبدالعدلؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ علم، عمل، زہد وتقویٰ اور سلوک کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔ فراغت کے بعد دہلی جامع مسجد اکبرآبادی میں درس وتدریس کا شغل اختیار فرمایا۔ ہزاروں خلق خدا نے آپ سے اپنے قلوب کو منور کیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کی زندگی کا عظیم کارنامہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جس کا نام "موضح القرآن" ہے۔ ۱۱۸۷ھ فراغت کے اگلے سال یعنی ۱۱۸۸ھ سے ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۱ء میں کل سترہ برس میں یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ خود فرماتے ہیں: "اس بندہ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا کہ جس طرح ہمارے والد بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلویؒ ترجمہ فارسی کر گئے ہیں، سہل اور آسان۔ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کرے۔ الحمدللہ! کہ سن بارہ سو پانچ میں مکمل ہوا۔" یہاں اردو کو ہندی زبان آپ نے قرار دیا کہ ۱۲۰۵ھ تک ہند میں اردو زبان ہی ہندی زبان تھی۔

آپ کا یہ ترجمہ، بلا مبالغہ اس پر ہزاروں تصانیف قربان ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ سے زیادہ آسان اور سہل ہے۔ یہ کثرت سے رائج اور مقبول ہے۔ اس میں عربی جملوں کی ترکیب وساخت نقل نہیں کی گئی۔ صحت مفہوم کے ساتھ اردو محاورے کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اب یاد نہیں کہ کن کا یہ ملفوظ ہے۔ البتہ پڑھا ضرور ہے کہ: "اگر قرآن مجید اردو میں نازل ہوتا تو ایسے ہوتا جیسے موضح القرآن ہے۔" اس سے موضح القرآن کی بلندی پرواز کا بیان مقصود ہے۔ غالباً یہ سرسید نے کہا یا کس نے؟ فقیر کو یاد نہیں۔

شاہ عبدالقادرؒ کا وصال ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۵-۱۸۱۴ء میں بعمر تریسٹھ سال ہوا۔ قبرستان مہندیاں اپنے دادا حضور کی پائنتی کی جانب مدفون ہیں۔ زہے مقدر کہ یہاں حاضری سے حق تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ ارواح ثلاثہ میں ہے کہ:

۱..... رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی حضرت شاہ عبدالقادرؒ پہلی رات کی تراویح میں دو پارے پڑھتے تو وہ رمضان المبارک انتیس کا ہوتا۔ اگر پہلی رات تراویح میں ایک پارہ پڑھتے تو وہ رمضان المبارک تیس کا ہوتا۔ یہ بات اتنی مشہور اور پختہ تھی کہ خود شاہ عبدالعزیزؒ پہلی تراویح کے بعد آدمی بھیج کر معلوم کراتے کہ پہلی تراویح میں کتنے پارے پڑھے گئے۔ اگر کہا گیا کہ دو پڑھے تو فرماتے رمضان شریف انتیس کا ہوگا۔ اگر بادل یا کسی اور مجبوری سے چاند نظر نہ آئے اور ہم فتویٰ نہ دے سکیں تو وہ دوسری بات ہے۔ مگر ہوگا انتیس کا۔ چنانچہ ایسے ہوتا اور یہ بات دلی میں اتنی مشہور تھی کہ پہلی تراویح کے بعد دھوبی، درزی اس حساب سے تیاری کرتے کہ اب کا چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔

۲..... مولانا فضل حق خیرآبادیؒ اور مفتی صدرالدینؒ آپ کے شاگرد تھے۔ کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق تھا۔ جس دن دونوں کتابیں اٹھا کر آتے حضرت شاہ عبدالقادرؒ سبق پڑھا دیتے۔ جس دن خدام اور نوکروں سے کتابیں اٹھوا لاتے اس دن سبق نہ پڑھاتے۔ کشف سے آپ کو معلوم ہو جاتا کہ آج کتابیں خود اٹھا کر لائے یا خدام سے اٹھوائیں۔ ویسے معاملہ فرماتے۔

۳..... مولانا فضل حق خیرآبادیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت مجدد صاحبؒ کے سلسلہ نقشبندیہ سے مناسبت نہ تھی۔ لیکن جب شاہ عبدالقادرؒ ایسے محدثین کو دیکھا تو انس اور عقیدت سے سرشار ہوگیا۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت یہ سلسلہ ناقص ہوتا تو ایسے کاملین اس سے کیوں جڑتے۔

۴..... مولانا فضل حق خیرآبادیؒ اور مفتی صدرالدینؒ منطق وفلسفہ کے ماہر مانے جاتے تھے۔ وہ حدیث وتفسیر، فقہ کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے پاس آتے۔ ان کی رائے تھی کہ علوم دینیہ میں یہ خاندان امامت کے درجے پر فائز ہے۔ لیکن عقلی علوم

میں اس درجہ پر نہیں۔ ایک دن شاہ عبدالقادر صاحب ؒ نے فرمایا کہ دو بوریے بچھا دو۔ ایک مسجد کے کونہ پر اور ایک بوریا مسجد کی حد سے باہر۔ خود کونہ مسجد میں بوریا پر بیٹھ گئے اور مسجد کے باہر کے بوریا پر مولانا فضل حق اور مفتی صدرالدین کو بٹھا دیا اور فرمایا کہ آج سبق پڑھانے کو دل نہیں کرتا۔ آج منطق وفلسفہ پر گفتگو کرتے ہیں۔ فرمایا فلسفیوں کے نزدیک متکلمین کا کون سا مسئلہ کمزور ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب کمزور ہیں۔ مگر فلاں تو بہت کمزور ہے۔ فرمایا: بہت اچھا آپ فلسفیوں کی نمائندگی کریں، ہم متکلمین کی۔ دلائل چلتے رہے دونوں حضرات نے شکست مان لی۔ فرمایا: بہت اچھا اب الٹ کرتے ہیں۔ تم متکلمین کا پہلو لو، ہم فلسفیوں کا۔ دلائل چلتے رہے دونوں حضرات اب پھر شکست کھا گئے اور پھر فرمایا کہ: ”میاں صدرالدین ومیاں فضل حق یوں نہ سمجھو کہ ہمیں معقول علوم نہیں آتے۔ مگر ہم نے ان کو واہیات سمجھ کر صرف اور صرف اپنے آپ کو دینی علوم کے لئے وقف کر دیا ہے۔ مگر معقولی علوم نے اب بھی ہماری قدم بوسی کو نہیں چھوڑا۔“

۵…… شاہ عبدالقادر صاحب ؒ نے اپنی جائیداد بیٹیوں اور بھائیوں میں تقسیم کر دی اور ان کی اجازت سے اپنے بھتیجے مولانا سید اسماعیل شہید ؒ کو بھی دے دی۔ سب جائیداد تقسیم کر کے خود متوکل ہو کر بیٹھ گئے۔ کھانا، کپڑے، بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز ؒ بھجوا دیتے اور آپ دینوی جھمیلوں سے بالکل الگ تھلگ ہو گئے۔

۶…… حضرت شاہ عبدالقادر صاحب ؒ کے پاس بھنگ فروش عورت آئی کہ میری بھنگ فروخت نہیں ہوتی۔ بہت تنگ دست ہوں۔ آپ تعویذ دے دیں۔ اس کے رونے دھونے پر ترس کر کے تعویذ لکھ دیا اور فرمایا کہ جب کاروبار چمک نکلے تعویذ واپس کر دینا اور فرمایا تعویذ بھنگ گھوٹنے کے کھونٹے پر باندھ دینا۔ اس نے ایسے کیا۔ چند دنوں بعد آئی۔ تعویذ واپس کیا اور مٹھائی کے چار تھال بھی پیش کئے۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق ؒ اور مولانا عبدالحئی ؒ بھی بیٹھے تھے۔ تعویذ دینے پر خلجان تھا اور مٹھائی وصول کرنے پر بہت ہی پریشان ہوئے۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ مسجد کے باہر چار بورے بچھا دو اور تھال بھی ان پر رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسے کیا۔ آپ نے تعویذ مولانا شاہ محمد اسحٰق اور مولانا عبدالحئی صاحب کو دیا کہ کھول کر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس میں لکھا تھا کہ: ”دہلی کے بھنگ پینے والو! بھنگ پینا تمہارا مقدر ہو چکا تو کہیں اور کی بجائے اس بڑھیا عورت کی دکان سے لیا کرو۔“ اتنے میں چار جوگی آئے۔ ان کو مسجد کے باہر بچھے چار بوروں پر بٹھا دیا خود مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان سے باتیں کر کے رخصت کیا تو مٹھائی بھی ان کو پکڑا دی اور پھر فرمایا: ”مال حرام بود بجائے حرام رفت۔“ دونوں علماء نے معاملہ دیکھا تو حیران رہ گئے کہ آپ کے بعض کام عام انسانوں کے سمجھنے سے بالا ہوتے ہیں۔ حضرت تھانوی ؒ نے فرمایا کہ عبارت سے معلوم ہے کہ وہ تعویذ نہ تھا عورت کو روکا، اس لئے کہ کہیں آپ روکتے تو وہ انکار کے بعد ضد میں حرام کو حلال سمجھ کر کفر میں نہ مبتلا ہو جاتی۔ اس بوڑھی کا دل نہ توڑا کہ مٹھائی رکھ لی اور پھر خود استعمال کی بجائے دفع مضرت کے لئے جوگیوں کو دے کر خود بری الذمہ ہو گئے۔

”کار پاکاں را بر خود قیاس مگیر“

۷…… آپ سادات کی چاہے سنی ہو یا شیعہ بہت قدر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک زمیندار شیعہ سید دوستوں کے ہمراہ آیا اور اعلان کر کے آیا کہ اگر شاہ صاحب نے مجھے عزت دی تو میں سنی ہو جاؤں گا اور یہ کہ میرے سید ہونے کی بھی تصدیق ہو جائے گی۔ وہ دوستوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ آپ نے اسے عزت دی۔ احترام دیا۔ محبت کا معاملہ فرمایا۔ وہ سنی ہو گیا۔ زمیندار تھا، بااثر تھا تمام ہمراہی سنی ہو گئے۔ جہاں جہاں اس کا حلقہ اثر تھا سب سنی ہو گئے۔ اس نے شاہ عبدالقادر صاحب ؒ سے فرمایا کہ آپ نے مجھے عزت دی۔ شاہ صاحب ؒ نے فرمایا کہ سید ہونے کی نسبت کا خیال کیا۔ انہوں نے کہا حضرت میں تو شیعہ تھا۔ فرمایا کہ اگر کاتب قرآن مجید غلط لکھ دے تو کاتب کا قصور ہے۔ قرآن مجید کے حروف تو قابل احترام ہیں۔ اتنا کہیں گے کہ قرآن مجید تو ہے مگر غلط لکھا ہوا۔ اس پر جس نے سنا جھوم اٹھا۔ سادات کا سلسلہ رحمت عالم ﷺ کی نسبت دامادی سے جو سیدنا علیؓ کو منتقل ہوئی اس سے چلا۔ نسبت کتنی بلند چیز ہے جو کپڑا قرآن مجید کا غلاف بن جائے کیسے چوما جاتا ہے۔ لیکن کیا جائے کہ ملعون خارجی خواجہ ابوطالب کی اس لئے برائی کرتے ہیں کہ وہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے والد ہیں۔

خواجہ ابوطالب، آنحضرت ﷺ کے دل و جان سے خیر خواہ ہونے کے سبب تمام اہل اسلام کے محسن ہیں، لیکن بداندیش وبدنصیب ان کی اہانت کے درپے ہو رہے ہیں۔ بہت ہی بدنصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں۔ تم اور کچھ نہیں کف لسان ہی کر لو تو کیا حرج ہے؟

۸…… اکبری مسجد میں جہاں شاہ عبدالقادرؒ رہتے تھے، اس کے دونوں جانب حجرے اور سہ دریاں تھیں۔ آپ ایک سہ دری میں پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھتے۔ بازار میں دور سے جو گزرتے وہ آپ کو سلام کرتے۔ اگر سنی ہوتا تو دائیں ہاتھ سے جواب دیتے۔ شیعہ ہوتا بائیں ہاتھ سے جواب دیتے۔ واقعہ بیان کرنے والے مولانا عبدالقیوم فرماتے ہیں کہ المؤمن ینظر بنور اللہ۔ (جاری ہے)

مستحکم خاندان کی تعمیر کیسے ہو؟

اور خاندانی تنازعات کا حل

مفتی عظمت اللہ سعدی

آپ کا گھر ایک سلطنت ہے، آپ گھر کے سربراہ ہیں، خاتون خانہ ہونے کے ناطے ''ملکۂ محترمہ'' ہر دو صورتوں میں آپ اپنی سلطنت کے بارے میں جواب دہ ہیں، آپ جس چار دیواری میں رہتے ہیں، عرف میں اسے گھر کہا جاتا ہے اور جو لوگ اس چار دیواری کے اندر رہتے ہیں، ان کی اجتماعی حیثیت کو خاندان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ والدین خاندان کی تشکیل و تکمیل حقوق و فرائض میں توازن رکھنے اور آپس کے مراتب کی حفاظت کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا'' (النساء:۱)

ترجمہ: ''لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس معبود اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، یقین جانو کہ اللہ تمہاری نگہبانی کررہا ہے۔''

بخاری کتاب النکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مذکور ہے:

ترجمہ: ''تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا، امیر حاکم ہے (حکمران) مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

درج بالا آیت اور حدیث سے واضح ہوا: (۱) تقویٰ اختیار کیا جائے، (۲) آپس کے تعلقات کو قائم اور مستحکم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، (۳) میاں بیوی دونوں اپنے گھر کے نگران ہیں اور ان سے اس نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا، (۴) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر ہر عمل کو دیکھ رہے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ گھریلو معاملات میں کون زیادتی کرتا ہے اور کون عدل وانصاف سے کام لے کر خاندان کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔

خاندان کو بنانے، تعمیر کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے ایک خاص ماحول کی ضرورت ہے، ایسا ماحول جس میں خوف خدا ایمان وتقویٰ، محبت رسول اور دین پر عمل پیرا ہونے کا سچا جذبہ موجود ہو ایسا ماحول جس میں فسق وفجور، اللہ ورسول سے بغاوت کے جراثیم موجود نہ ہوں، اپنے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کرنے کے لئے حسب ذیل چند بنیادی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

گھر کی صفائی کیجئے

اس صفائی سے مراد دھول مٹی کی صفائی نہیں، اگرچہ ایک صاحب ایمان کا گھر اس لحاظ سے نظیف و نفیس ہوتا ہے، لیکن یہ دوسری قسم کی صفائی ہے۔ یہ صفائی منکرات، رسوم ورواج، فحش باتوں اور بے ہودہ رسائل وجرائد کی ہے۔ اولاً اپنے گھروں میں دیکھئے کہ کہیں شیطانی ڈبہ تو موجود نہیں جسے عرف میں ''ٹیلی ویژن'' کہتے ہیں۔ یقین رکھئے کہ آپ کے گھر میں اگر یہ منحوس چیز موجود ہے تو بھلے آپ خود کو کتنی ہی طفل تسلیاں دے دیں کہ ہم اس کے ذریعے صرف مذہبی پروگرام دیکھتے ہیں یا خبریں وغیرہ سنتے ہیں لیکن آپ کی تمام تر احتیاطوں کے باوجود یہ ضرور آپ کو ڈسے گا، اس لئے پہلی فرصت میں اس سے چھٹکارا حاصل کیجئے۔ ٹی وی نجاست و غلاظت کا پٹارہ ہے، یہ ہمارے عقائد کو بگاڑ رہا ہے اور گویا یہ فحاشی اور عریانی کا گھر میں کارخانہ بناتا ہے۔ ہمارے اعمال کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، جن گھروں میں یہ وبائی ڈبہ موجود ہے، وہاں سے رحمت الٰہی رخصت ہوچکی ہے۔ دوسرے نمبر پر دیکھئے کہ گھر میں تصاویر تو موجود نہیں؟ اگر تصاویر ہیں تو انہیں جلادیجئے تاکہ رحمت کے فرشتوں کی آمد میں رکاوٹ نہ ہو، اپنی الماریوں اور شیلف کا جائزہ لیجئے کہیں گانے بجانے کی کیسٹیں اور سی ڈیز تو نہیں رکھیں، فسق وفجور پر مبنی عشقیہ شاعری تو نہیں پڑی، بے ہودہ ناول اور تصویری رسالے تو نہیں رکھے ہوئے؟ باطل مذاہب کی کتابیں تو موجود نہیں؟ یہ سب ہیں تو انہیں بھی گھر بدر کیجئے، جائزہ لیں کہ گھر کے اندر دیگر کیا کیا منکرات ہو رہے ہیں؟

شرعی پردے سے بے پروائی تو نہیں؟ بدعات کی خرافات تو نہیں؟ خوشی اور غمی کے موقع پر رسم ورواج کی پابندی تو نہیں کی جاتی؟ اگر ان چیزوں میں سے کچھ ہے تو ان سے بھی چھٹکارا حاصل کیجئے، اس طرح آپ پہلے گھر کو صاف ستھرا کر کے ماحول کو دینی اعمال کے لئے قابل قبول بنائیں تاکہ کل جب آپ اپنے گھر والوں کو دینی احکام کی تلقین کریں تو اسے روبہ عمل لانے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو۔

تعلیم کا آغاز کیجئے:

اپنے گھر میں ایک وقت مقرر کیجئے جب تمام افراد خانہ موجود ہوتے ہوں، ایسے وقت تمام لوگ ایک جگہ بیٹھ کر اجتماعی تعلیم کا اہتمام کریں، آپ کا کسی شیخ سے تعلق ہے تو ان کے مطبوعہ مواعظ پڑھیے، اکابر علماء کی کتابوں کا انتخاب کر کے ان کے مختلف ابواب سے پڑھ کر سنائیے، قرآن مجید کی تفسیر اور حدیث رسول کا انتخاب پڑھیے۔ اس وقت اپنے بچوں کو صحابہؓ صحابیاتؓ، تابعینؒ اور تاریخ اسلام کے خاص واقعات کے بارے میں بتائیے۔ دینی مسائل کی کوئی مستند کتاب پڑھیے تاکہ آپ کی اولاد دینی مسائل سے آگاہ ہوسکے۔ مسنون دعائیں اور چھوٹی سورتیں اپنے بچوں کو یاد کرائیے، اس کے لئے بہترین وقت عشاء کی نماز کے بعد کا ہے، جب تمام لوگ اپنی اپنی ضروریات سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں، اس طرح کی اجتماعی تعلیم کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ تمام گھر والوں کو اکٹھا بیٹھنا نصیب ہوگا، گھر کے افراد میں سے کسی کا کوئی مسئلہ ہے تو علم میں آجائے گا، کسی بات پر اجتماعی مشورہ درکار ہے، تو وہ اسی موقع پر ہوجائے گا۔ اس طرح ایک گھر کی چاردیواری کے اندر محبت واخوت اور دلی ہمدردی کا بے مثال جذبہ پروان چڑھے گا۔

حمد باری تعالیٰ

تیرا بندہ تیری توصیف و ثنا کرتا ہے
میرا ہر سانس تیرا شکر ادا کرتا ہے
تیرے آگے میری جھکتی ہوئی پیشانی سے
میری ہر صبح کا آغاز ہوا کرتا ہے
رزق پہنچاتا ہے پتھر میں چھپے کیڑے کو
تو ہی سوکھی ہوئی شاخوں کو ہرا کرتا ہے
گیت گاتی ہیں بہاریں تیری تخلیق کے مولا!
سینۂ سنگ سے جب پھول کھلا کرتا ہے
بڑے نادان ہیں تجھے دور سمجھنے والے
تو رگِ جاں سے بھی نزدیک رہا کرتا ہے

مرسلہ: محمد التمش، لاہور

دینی کتب کی لائبریری بنائیے:

اپنے گھر کے اندر دینی کتب و رسائل کی لائبریری بنائیے۔ جس میں قرآن مجید کی منتخب تفاسیر، احادیث کی کتب، سیرت رسول، دینی احکام، تاریخ اسلام، جہاد اور مجاہدین، ادبی معلومات، فرق باطلہ کے رد، عیسائیت و یہودیت کی خفیہ وعلانیہ سازشوں کے متعلق کتب ورسائل رکھے جائیں۔ نیز اکابر علماء کے مواعظ، معاشرتی آداب اور ادعیہ ماثورہ کی کتابیں بھی رکھی جائیں تاکہ افراد خانہ وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید اور علماء کے بیانات پرمبنی کیسٹیں بھی رکھیں۔

دینی احکام کی پابندی کرائیے:

آپ پر گھر کے سربراہ ہونے کے ناطے لازمی ہے کہ اپنے متعلقین کو دینی احکام کی پابندی کروائیں۔ شوہر بیوی کو، بیوی بچوں کو، غرض ایک دوسرے کو دینی احکام کی تلقین کریں تو اسی بالحق پر عمل کریں، جہنم کی

اس آگ سے بچانے کی فکر کریں، جو مسلسل بھڑک رہی ہے، سمجھ لیں کہ آج اگر آپ نے اس سلسلے میں کوتاہی کی تو قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔ قرآن مجید میں ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا." (التحریم:۶)

ترجمہ: "اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔"

اس آگ سے خود بچنے اور گھر والوں کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خود کو دین کے دامن سے وابستہ کرلیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے:

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہوجائے اور جب دس کو پہنچ جائیں تو (نہ پڑھنے پر) اسے مارو اور اس عمر میں ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کردو۔" (ابوداؤد)

اپنے گھر والوں کو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے، مہمانوں کی مہمان نوازی، ملنے والوں سے تعلق کے آداب سکھائیں۔ باپ پر لازم ہے کہ اولاد کی ایمانی، اخلاقی، جسمانی، عقلی اور معاشرتی تربیت کرے تا کہ وہ معاشرے کا بہترین فرد بن سکے۔

ضبط و تحمل کا رویہ پیدا کیجیے:

جس چار دیواری میں کچھ افراد رہتے ہوں وہاں کسی سے خلاف تہذیب بات سرزد ہوجانا آپس میں ناراضگی یا تو تکار ہوجانا انہونی بات نہیں، ایسے موقع پر آپ کا امتحان ہے، دیکھئے کہ غلطی کس کی ہے اور کتنی ہے، اس غلطی پر کس طرح کی تادیب ضروری ہے؟ ایسا مت کیجئے کہ ادھر بچے کی شکایت آئی، ادھر چٹاخ پٹاخ دھنائی ہوگئی۔ اسی طرح میاں بیوی کی آپس کی ناراضی ہوسکتی ہے، کسی مسئلے پر اختلاف رائے پیدا ہوسکتا ہے، خیال رکھئے کہ آپ کا اختلاف بچوں کی سماعت تک نہ پہنچے، آپ کی باہمی چپقلش کا اولاد پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ اختلاف رائے کی صورت میں آپ دونوں کو کیا کردار ادا کرنا ہے، اس بارے میں دینی تعلیمات جاننے کی کوشش کریں۔ طنز، لالچ، حسد، خوف یا دباؤ کو اپنے رویے کا حصہ نہ بننے دیں۔ رواداری اور تحمل میاں بیوی کے لئے انتہائی لازمی ہیں، کبھی ناگوار بات پیش آجائے تو فوری ردعمل دینے کی کوشش نہ کریں، ایسی بات یا حرکت سے اجتناب کریں جس سے دوسرے کو بدگمانی شک یا وہم ہوسکے۔

توازن قائم رکھئے:

آپ ماں ہیں یا باپ، آپ کو اپنی اولاد میں سے کسی ایک بچے سے خاص محبت ہوسکتی ہے، یہ ایک فطری امر ہے، لیکن ضروری ہے کہ اعتدال اور توازن کا دامن تھامے رکھیں، کسی ایک بچے کی طرف زیادہ التفات دوسرے بچوں کو آپ سے اور اس بچے سے دور کرسکتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک عمومی رویہ ہے کہ والدین بیٹوں کے ساتھ زیادہ تعلق خاطر رکھتے ہیں، ان کی تعلیم اور پرورش میں کوتاہی نہیں ہونے دیتے لیکن بیٹیوں کے ساتھ معاملہ ذرا مختلف ہوتا ہے، عموماً انہیں اپنے حق سے محروم رکھا جاتا ہے اور ان کے ساتھ معاملات میں سرد مہری برتی جاتی ہے۔ مثلاً لڑکے کو رات سوتے وقت گرم گرم دودھ کا پیالہ ملتا ہے لیکن لڑکی کو بچا کھچا کھانا پڑتا ہے، آپ کا ایسا رویہ جہاں آپ کے لئے دین و دنیا کے اعتبار سے خسارے کا باعث ہوگا وہیں، اس بچی کا مستقبل بھی تاریک ہوجائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کی تعلیم کی خاص ہدایت فرمائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا۔" (مسلم)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد گرامی ہے:

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان

انسان

☆...... جانور میں عقل اور فرشتے میں خواہش نہیں ہوتی .... مگر ..... انسان میں دونوں ہوتی ہیں..... اگر ..... وہ عقل کو دبا دے تو جانور اور اگر خواہش کو دبا لے تو فرشتہ.....

☆...... انسان ایک دکان ہے اور زبان اس کا تالا، تالا کھلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دکان سونے کی ہے یا کوئلے کی....

☆...... انسان بزدل اتنا ہے کہ سوتے ہوئے خواب میں بھی ڈر جاتا ہے... اور.... بے وقوف اتنا ہے کہ جاگتے ہوئے بھی اپنے رب سے نہیں ڈرتا....

☆...... دنیا نصیب سے ملتی ہے اور آخرت محنت سے، مگر آج ہماری ساری محنت دنیا کے لئے ہے،.... اور.... آخرت کو ہم نے نصیب پر چھوڑ دیا ہے.....

مرسلہ: محمد نواز ایڈووکیٹ، لاہور

کی اچھی تربیت کی، ان سے حسن سلوک کیا، پھر ان کا نکاح کردیا تو اس کے لئے جنت ہے۔"

(ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کے معاملے میں خاص تاکید اس لئے فرمائی کہ معاشرے میں بیٹی کو بیٹے کے مقابلے میں کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید بھی فرمادی اور اس کے بدلے اجروثواب، اپنی معیت اور جنت کی بشارت بھی دے دی۔ خاندانی زندگی میں توازن قائم رکھنے کے اور بھی مقام ہیں۔ مثلاً عزیز و اقارب سے تعلق میں، دوستوں کے ساتھ دوستی میں، معاملات میں، گھریلو اخراجات میں غرض اس توازن کی کوئی حد نہیں، ہر معاملے میں اعتدال اور توازن ضروری ہے، حتیٰ کہ عبادات میں بھی۔

رہنمائی کیجیے:

آپ کی اولاد آپ کے پاس اللہ کی امانت ہے، اس امانت کا حق یہ ہے کہ اس کی صحیح رہنمائی کی جائے، زندگی کے مختلف مرحلوں پر پیش آمدہ حالات سے بروقت آگاہ کیجیے۔ بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں تو انہیں مستقبل کے حوالے سے مناسب اور دین ودنیا کے اعتبار سے بہتر مشورہ دیجیے، ان کے مزاج ونفسیات کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے مناسب شعبہ تجویز کیجیے۔ دوستوں کے انتخاب، کاروباری اسلوب، عام لوگوں کا معاشرے میں چلن، زمانے کی اونچ نیچ، ان تمام معاملات کے متعلق ایک مربی کی حیثیت سے آگاہی دیجیے تاکہ آپ کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اطمینان کے ساتھ شاہراہ حیات پر گامزن رہ سکے۔

بچوں کو دوست بنایئے:

موجودہ دور میں بچوں میں نت نئی باتیں اور سوال کرنے کا رجحان بہت زیادہ ہے، انہیں کسی چیز سے منع کیا جائے تو وہ علت جانے بغیر اس چیز کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے جبکہ حکم چلانے کی صورت میں باغیانہ جذبات پرورش پاتے ہیں۔ اس لئے حکمت کا تقاضا ہے کہ انہیں اپنے قریب کیا جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں سوال کریں تو معقول جواب دیا جائے، وہ کوئی اچھا کام کریں، تعلیمی میدان میں کوئی معرکہ سرکریں تو تعریف اور انعام سے نوازیں، انہیں اپنے پاس بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا موقع دیں، ان کی دل چسپیوں میں آپ بھی دل چسپی لیں، بچے کیا پڑھ رہے ہیں، اس کا جائزہ لیں مگر یہ بھی نہیں کہ ان پر نادیدہ نظر نہ رکھی جائے بلکہ ان کی شخصیت صحیح نہج پر استوار کرنے کے لئے بچوں کی حرکات وسکنات پر نظر بھی رکھیں۔ غلط حرکت پر مناسب انداز میں سمجھائیں۔ ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ بچوں میں ہر وہ کام کرگزرنے کی تمنا ہوتی ہے جس سے منع کیا جائے، لہٰذا بچے کو محض منع کرنے کی بجائے اسے قائل کریں، آپ کی طرف سے محبت اور دلیل سے سمجھائی ہوئی بات یقیناً پائیدار ہوگی، بجائے اس کے کہ آپ مارپیٹ سے کام لیں۔

مشاورت سے کام لیجیے:

موقع بموقع اجتماعی مشاورت کا اہتمام کریں اپنی اولاد سے مشورہ لیں، خیال رکھیں کہ جب کوئی فرد مشورہ دے رہا ہو چاہے وہ بچہ ہی کیوں نہ ہو اس کی بات کو دھیان سے سنیں، اسے اپنی بات کہنے کا موقع دیں، اس کی رائے کو مذاق میں نہیں اڑائیں بلکہ اسے احساس دلائیں کہ آپ نے اس کی بات غور سے سنی ہے اور اس کی رائے میں وزن ہے تو تکار کی زبان سے اجتناب کریں، کوئی فرد ناگوار بات کہے تو تحمل سے سنیں اور سمجھائیں، کسی کی بات پر جرح نہ کریں۔ یہ آپ کے لئے بہترین موقع ہوگا کہ اپنی اولاد میں بات کرنے کا سلیقہ اور خود اعتمادی پیدا کرسکیں، جب فیصلہ کرنے لگیں تو ایسا فیصلہ کریں جس میں خاندان کے تمام بڑوں اور بچوں کے جذبات کی ترجمانی ہو، فیصلہ کرنے میں تقویٰ کو معیار بنائیں۔

اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھیے:

اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھیے، گھریلو اشیا میں بے ترتیبی نہ ہو، ہر چیز اپنے مقام پر اور مناسب انداز میں رکھی نظر آئے، استری کی چادریں، پہننے کا لباس، دروازوں پر لٹکے ہوئے پردے غرض ہر چیز صاف ہو۔ آپ کا باورچی خانہ کباڑ خانہ نظر نہ آئے۔ اسی طرح دیواروں پر جالے یا کونوں کھدروں پر کیڑے مکوڑے چھپے ہوئے نظر نہ آئیں۔ یہ آپ کا ظاہری ماحول ہے جو آپ کی باطنی پاکیزگی، طبعی نفاست اور معاشرتی تہذیب پر دلالت کرتا ہے۔ صاف ستھرے ماحول پر انسانی قلب پر بھی بہت اثر ہوتا ہے، طبیعت مسرور اور مطمئن رہتی ہے۔

آپ گھر میں داخل ہوں تو "اللھم انی اسئلک خیر المولج و خیر المخرج بسم اللہ ولجنا وعلی اللہ ربنا توکلنا" پڑھ کر داخل ہوں۔ گھر سے نکلیں تو "بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھ کر نکلیں۔ اور اس دعا کو تو معمول بنالیں:

"اللھم وسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی۔"

ترجمہ: "اے میرے اللہ! میرے گھر کو وسیع کردے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما دے۔"

آپ جب مندرجہ بالا روایات کو اپنے گھر میں زندہ کریں گے تو اس دنیا میں ہی جنت کے مزے لیں گے۔ انشاء اللہ!

☆☆..........☆☆

فرعونِ وقت اور نوجوان!

محمد آصف

قرآن حکیم وہ زادِ راہ ہے جو ہمیں زمان ومکاں کی قیود سے نکال کر ایک لازوال زمانے میں داخل کرتا ہے۔ قرآن نہ صرف لازوال زمانے کے حالات، واقعات اور معاملات سے واقف کراتا ہے بلکہ صحیح وغلط اور نیکی ومعصیت کی واضح تعلیمات متعین انداز سے پیش بھی کرتا ہے۔ انھیں واقعات میں ایک واقعہ فرعون کا بھی ہے۔ یہ واقعہ سورۃ قصص کی ابتدائی آیات میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"ہم موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سناتے ہیں، ایسے لوگوں کے فائدے کے لیے جو ایمان لائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی۔ اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔"

(القصص:۳،۴)

سورہ میں بہت تفصیل سے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے نیز اس سورہ کے علاوہ قرآن حکیم میں تقریباً ۵۶ مقامات پر فرعون اور اس کی فرعونیت کا تذکرہ ہے۔ فرعون علم حقیقی کی روشنی میں ایک شر انگیز اور فسادی بادشاہ تھا جس نے اہل ملک پر بے انتہا زیادتیاں کیں۔ یہاں تک کہ انسانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے خوب ذلیل کیا۔ ان تمام ظلم وزیادتیوں کے نتیجہ میں فرعون کا کیا حشر ہوا یہ بھی ایک عبرتناک واقعہ ہے۔ خصوصاً ان اشخاص اور گروہوں کے لیے جو خود کو آج فرعون کی اولاد کہنا پسند کرتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ظلم وزیادتی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں۔ موجودہ حالات میں "فرعون" ایک استعارۂ ظلم وزیادتی ہے اور عموماً ہر اس شخص کو جو ظلم وزیادتی میں حدیں پار کر بیٹھے "فرعونِ وقت" سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

قرآن حکیم ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ دورِ جبر و استبداد، تشدد وظلم زیادتی کے دور میں انسانی گروہ میں سے اگر کسی سے توقع کی جاسکتی ہے تو وہ نوجوان ہیں جو ہر زمانے میں ناگفتہ بہ حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی بات قرآن بھی ہمیں ان الفاظ میں بتاتا ہے:

"(پھر دیکھو کہ) موسیٰ کو اس کی قوم میں سے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا، فرعون کے ڈر سے اور خود اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں کے ڈر سے (جنہیں خوف تھا کہ) فرعون ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون زمین میں غلبہ رکھتا تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو کسی حد پر رکتے نہیں ہیں۔"

(یونس:۸۳)

واقعہ یہ ہے کہ ہر زمانے میں پرخطر حالات کا حق ادا کرنے کی توفیق سن رسیدہ لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ان پر مصلحت پرستی اور دنیوی اغراض کی بندگی اور عافیت کوشی کچھ اس طرح چھائی رہتی کہ وہ آسانی سے حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ٹھیک یہی واقعہ مکہ کی آبادی میں اس وقت بھی پیش آیا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دینے کے لیے اٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے جو لوگ آگے بڑھے تھے وہ قوم کے بڑے بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ نہ تھے بلکہ چند باہمت نوجوان ہی تھے۔ وہ ابتدائی مسلمان جو ان آیات کے نزول کے وقت ساری قوم کی شدید مخالفت کے مقابلے میں صداقت اسلامی کی حمایت کر رہے تھے اور ظلم وستم کے اس طوفان میں جن کے سینے اسلام کے لیے سپر بنے ہوئے تھے، ان میں مصلحت کوش بوڑھا کوئی نہ تھا۔ سب کے سب جوان لوگ ہی تھے۔ علی ابن ابی طالبؓ، جعفر طیارؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، مصعبؓ بن عمیر، عبداللہؓ بن مسعود جیسے لوگ قبول اسلام کے وقت ۲۰ سال سے کم عمر کے تھے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف، بلالؓ، صہیبؓ کی عمریں ۲۰ سے ۳۰ سال کے درمیان تھیں۔ ابوعبیدہ بن الجراحؓ، زید بن حارثہؓ، عثمان بن عفانؓ اور عمر فاروقؓ ۳۰ سے ۳۵ سال کے درمیان عمر کے تھے۔ ان سے زیادہ سن رسیدہ ابوبکر صدیقؓ تھے اور ان کی عمر بھی ایمان لانے کے وقت ۳۸ سال سے زیادہ نہ تھی۔ ابتدائی مسلمانوں میں صرف ایک صحابی کا نام ہمیں ملتا ہے جن کی عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھی، یعنی حضرت عبیدہ بن حارث مطلبیؓ اور غالباً پورے گروہ میں ایک ہی صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر تھے، یعنی عمار بن یاسرؓ۔

اس پورے پس منظر سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر زمانے میں اگر کوئی انسانی گروہ انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ نوجوان ہیں۔ نتیجہ کے اعتبار سے تاریخ شاہد ہے کہ نوجوانوں کی منظم سعی وجہد کبھی ضائع نہیں ہوئی۔ پھر اگر وہ اخلاقی حدود کا پاس ولحاظ رکھنے والے نیز اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نوجوان ہوں، تو ایسے لوگوں کے ذریعہ جو سعی وجہد کی جائے گی وہ تمام عالم انسانیت کے لیے امن وامان ثابت ہوگی۔ معلوم ہوا کہ نوجوان ہی کسی قوم وملت کا

مستقبل سنوارنے کا حوصلہ رکھتے ہیں لیکن وہی ہیں جو کسی بھی تہذیب وتمدن کی یلغار میں دوسروں کے مقابلہ سب سے پہلے متاثر ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نوجوانوں کی صلاحیتوں ، ان کے افکار و نظریات اور ان کے اعمال کی تصحیح پر نہ صرف زور دیا ہے بلکہ ان کے جذبات کو صحیح رخ دینے کا ایک مکمل پروگرام بھی مرتب کیا ہے۔لیکن افسوس کہ ملت کے نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد آج بے مقصد زندگی سے دوچار ہے۔ایسا نہیں ہے کہ بے مقصد زندگی سے دوچار نوجوان موجودہ حالات اور اس کی شرانگیزیوں سے واقف نہیں۔برخلاف اس کے معاملہ یہ ہے کہ اقتدار پر قابض قوتوں نے نوجوانوں کو آج زندگی کے ہر میدان میں گمراہ کرنے کی بہت منظم منصوبہ بندی کر لی ہے۔معاملہ یہ بھی نہیں ہے کہ گمراہ کن منصوبہ بندی کسی خاص طبقہ،قوم وملت کے لیے تیار کی گئی ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نوجوان چونکہ کسی بھی انقلاب کا پیش خیمہ ہوتے ہیں لہٰذا تمام ہی طبقات،گروہ اور نظریات سے وابستہ نوجوانوں کو کچھ اس طرح زندگی کے حقیقی مسائل سے دور رکھا جائے جس کے نتیجہ میں انھیں موجودہ افکار ونظریات اور اس پر مبنی خامیوں سے بھرپور اقتدار سے کوئی واسطہ ہی نہ رہے۔اور اگر ایسا ہوگا جو واقعہ بھی ہے تو پھر کسی بھی بااقتدار طبقہ کے لیے کوئی بڑا چیلنج نہیں رہے گا۔زمانہ اس بات کی کھلی شہادت پیش کر رہا ہے کہ نوجوانوں کی غفلت نے آج نہ صرف ان کی ذاتی زندگیوں کو متاثر کیا ہے بلکہ ان کی غفلت ہی کے نتیجہ میں معاشرہ بھی سماجی واخلاقی انحطاط سے دوچار ہے۔دنیا کا دانشور طبقہ موجودہ حالات سے بخوبی واقف ہے اس کے باوجود سند یافتہ افراد حقیقی علم سے بے بہرہ ہونے کے نتیجہ میں یا جرات اظہار کی نے ان کی زبانوں پر تالے چڑھا دیے ہیں۔نتیجتاً ظلم و زیادتیاں اور جور واستبداد کا بازار خوب گرم ہے۔

ان حالات میں بحیثیت نوجوان لازم ہے کہ صلاحیتیں جو کچھ بھی موجود ہیں،ان کو ضائع نہ کیا جائے اور فرعون وقت جو تباہ کاریاں پھیلانے میں سرگرم ہے اس کا خاتمہ کیا جائے یا کم از کم اس کی شدت میں ہی کمی لائی جائے۔اس سلسلے میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہیے، یہ تو ہر فرد اپنی صلاحیتوں اور مصروفیت کے پیش نظر طے کرے گا لیکن یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک ضروری ذمہ داری یہ ہے کہ اصلاح پسندوں کا ساتھ دیا جائے۔جو لوگ برائیوں کے فروغ میں سرگرم ہیں ان کے اس عمل کے خلاف ہم سرگرم ہوں اور جو بھلائیوں کے فروغ میں کوشاں ہیں،ہم بھی کاندھے سے کاندھا ملا کر اپنے شب و روز کے اعمال کی تصحیح کرتے جائیں۔فرعون وقت خوب سرگرم ہے!اس بات سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن اصلاح حال کے لیے ہم کیا کچھ کر رہے ہیں؟اس پر نظر کون رکھے گا!! ☆☆

بقیہ:...... اداریہ

سیاسی معاملات کو ازسرنو شروع کرنے کے لئے کوشش کی مگر ’’بینات‘‘ اور ’’دارالتصنیف‘‘ کے علاوہ کہیں باقاعدہ بات نہ بن سکی۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے دیرینہ تعلقات اور ان کی خواہش پر آپ نے ’’بینات‘‘ میں بھی آپ نے کچھ عرصہ کام کیا۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف غزنوی مدظلہم حضرت مولاناؒ کے جنازے کے موقع پر بیان میں فرمارہے تھے کہ میں ابھی حال (مئی ۲۰۱۴ء) میں دیوبند گیا تو سب سے پہلے حضرت مولانا ارشد صاحب مدظلہم نے حضرت مولاناؒ کی خیریت دریافت فرمائی تھی اور واپسی میں کچھ ہدایا حضرت مولاناؒ کے لئے دیئے تھے، جس میں خصوصی طور سے دیوبند کا عطر بھی تھا، جب وہ حضرت مولاناؒ کو پیش کیا گیا تو حضرتؒ نے بڑے تپاک سے اسے قبول فرمایا، وہ عطر زندگی میں تو نہیں لگاسکے، اس لئے کہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں تھے، لیکن انتقال کے بعد وہ عطر آپ کے کفن پر استعمال کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا تنویر احمد شریفی زید حیاتہ لکھتے ہیں: حضرت مولاناؒ کے نام حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ کا ایک گرامی نامہ درج کررہا ہوں، جو حضرت مولاناؒ نے میری خواہش پر مجھ کو عطا فرمایا تھا، وہ خط یہ ہے:

’’عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف، آپ کے متعدد والا نامہ جات خوش کن اور اندوہ افگن ہر طرح کے آئے۔ میرے عزیز رنج کرنا نہایت غلطی ہے: ما أصاب من مصيبة في الأرض ولا في أنفسكم الا في كتاب من قبل أن نبرأها ان ذلك على الله يسير، لكيلا تأسوا على مافاتكم ولا تفرحوا بما آتاكم۔

تقدیرات الٰہیہ میں چوں وچرا، رنج وغم کرنا نہایت غلطی ہے، ہم کو اسباب میں کوشش کرنی چاہئے، ناکامی ہو تو کبیدہ خاطر نہ ہوجئے، اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے دوسرا کھلے گا۔ جس نے پیدا کیا ہے رزق دے گا۔

اپنے افعال واقوال شریعت اور سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) کے مطابق کیجئے۔ وہیں رہ کر مشاغل علمیہ میں مشغول ہوجایئے۔ حضرت قاضی صاحب کے زیر نظر بہت سے مدارس ہیں، بلاتنخواہ کتابیں پڑھایئے، تا آنکہ لیاقت درست ہوجائے:

صبر کن حافظ بسختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

جناب قاضی صاحب زید مجدہم اور مولانا ریاض الدین صاحب کی خدمت میں میرا سلام اور استدعاء دعا عرض کردیجئے۔

دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمایئے۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۱۲شعبان ۱۳۵۵ھ

(۲۷/اکتوبر۱۹۳۶ء)

بعد نماز مغرب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کی نماز جنازہ ہوئی، جنازہ کی امامت حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم نے کرائی۔ علماء، طلباء کے علاوہ ایک خلق کثیر نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی اور گلستان جوہر کے مقامی قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
عبدالمجید لدھیانوی
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.